بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
REGD. NO. P.67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۸
شمارہ ۳۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
خورشید احمد انور

بزام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

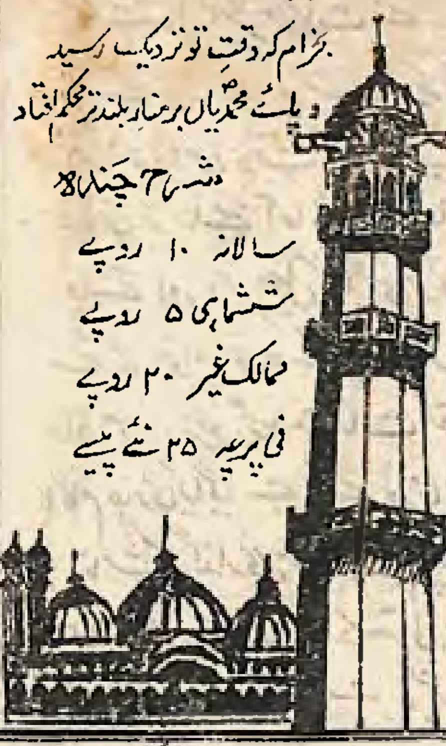

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲ر تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۳ر ظہور کی کراچی سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ البتہ حضور انور کے حرم محترم کی طبیعت پھر گردے کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت ممدوحہ کو کامل وعاجل صحت عطا کرے آمین۔

● حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے متعلق ۱۹ر ظہور کو اطلاع موصول ہوئی تھی کہ سیدہ ممدوحہ کی طبیعت سائی ٹیکا کے درد سے ناساز ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت ممدوحہ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲ر تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ٭

۲۱ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۹ھ | ۴ر تبوک سنہ ۱۳۴۸ ہش | ۴ر ستمبر سنہ ۱۹۶۹ء

جماعتِ احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت اور تحریکِ جدید

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ انچارج مغربی بنگال و اڑیسہ

تحریکِ جدید کا پس منظر

سنہ ۱۹۳۴ء جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک نازک ترین سال تھا۔ جب ایک طرف جماعتِ احرار جماعتِ احمدیہ کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان برپا کر چکی تھی۔ اور دُوسری طرف حکومتِ وقت اندر ہی اندر ان کی معاندانہ سرگرمیوں کی تائید کر کے جماعت کی ہزیمت اور بربادی کا منصوبہ بنا رہی تھی۔ جماعتِ احرار حکومت کی شہ اور تائید پا کر جماعتِ احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے عزم کا اعلان کر رہی تھی۔ اسی جذبہ کے پیشِ نظر ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور ہندوستان کے دُور و نزدیک علاقوں سے معاندینِ احمدیت ناپاک عزائم کو لے کر قادیان کی سرزمین میں جمع ہوئے، مگر ؎

من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال

کا معاملہ ہوا۔ مخالفینِ احمدیت جس شجر کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا منصوبہ بنا رہے تھے خدا تعالیٰ اس کی جڑوں کو مضبوط کر کے اس کی شاخوں کو رُوئے زمین میں پھیلانا چاہتا تھا۔ چنانچہ انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کی حفاظت و ترقی کے لئے یہ تحریکِ جدید اپنے محبوب و موعود خلیفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر نازل فرمائی۔ اور آپؓ نے اُسے جماعت کے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ حضور نے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت کو صورتِ حالات سے واقف کرواتے ہوئے فرمایا:-

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے.... پس جیسا کہ حکومتِ پنجاب کے بعض افراد نے ہتک کی ہے احرار کا بھی چیلنج موجود ہے۔ اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ ہتک کا بھی جواب دیں۔ اور ان دونوں باتوں کے لئے جو بھی قربانیاں کرنی پڑیں کریں۔ اس کے لئے مَیں آپ لوگوں سے ایسی بھی قربانیوں کا مطالبہ کروں گا جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے پہلے وہ معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں۔ اسلئے ہر گوشہ کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں۔ اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں۔ ممکن ہے میری دعوت پہلے اختیاری ہو یعنی جو چاہے شامل ہو۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ جس قدر میرا مطالبہ ہو گا اس سے کم طاقت خرچ نہ ہو گی اور جماعت کا ہر شخص قربانی کے لئے تیار رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ ۱۶ر نومبر ۱۹۳۴ء)

تحریکِ جدید کا آغاز

اس اعلان کے ساتھ ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کے سامنے تحریکِ جدید کو پیش فرمایا۔ جو اُنیس مطالبات پر مشتمل تھی۔ اِن مطالبات کا خلاصہ چار باتیں تھیں۔ اوّل جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا۔ خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔ دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔ تیسرے جماعت میں ایک مستقل تحریکِ جدید کا قائم کر دینا جس سے تبلیغ کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کر دیں۔ چوتھے جماعت کو تبلیغی کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا۔

تحریکِ جدید کا اعلان اور جماعت کا والہانہ اذعان

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس تحریک کو جماعت کے سامنے پیش فرمایا تو احبابِ جماعت نے والہانہ انداز میں اس تحریک پر لبیک کہا اور اپنے اموال و نفوس کو اپنے محبوب امام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نوجوانوں نے خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے زندگیاں وقف کر دیں۔ اور اپنے امام کے مجوزہ پروگرام و ارشاد کے ماتحت مختلف ملکوں میں تبلیغِ اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

تبلیغی مشنوں کا قیام

اجراءِ تحریکِ جدید کے وقت ہندوستان سے باہر صرف چند ملکوں میں جماعتِ احمدیہ کے تبلیغی مشن کام کر رہے تھے۔ مگر تحریکِ جدید کے اجراء کے بعد ایک طرف ہندوستان میں تبلیغی پروگرام کو وسیع کیا گیا۔ تو دوسری طرف بیرونی ممالک میں تبلیغی مشنوں کا ایک جال پھیلا دیا گیا۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ قیادت اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو یہ توفیق دی کہ مندرجہ ذیل ممالک میں تبلیغِ اسلام کے مرکز قائم کر دئے۔

برطانیہ۔ امریکہ۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ اسپین۔ [illegible]۔ ڈچ گی آنا۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گی آنا۔ غانا۔ نائیجیریا۔ [illegible]۔ سیرالیون۔

(باقی دیکھیں صفحہ [illegible] پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اٹھترویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ پراونشل امراء۔ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ر تبوک ۱۳۴۸ ہش!

قبلۂ اوّل

مسجدِ اقصےٰ کی ناقابلِ برداشت بیحرمتی

یُوں تو ارضِ فلسطین میں یہود کا مطلق داخلہ اور پھر اسرائیل نام کی سلطنت کا قیام ہی سراسر زیادتی اور ناواجب فعل ہے۔ لیکن الٰہی نوشتوں کے مطابق حبل من الناس کا سہارا لیتے ہوئے دنیا کی ایسی بڑی حکومتوں نے ۱۹۴۸ء میں ہی اسرائیل نام کی حکومت قائم کر دی جن کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اس کے بعد اس سرزمین میں مقاماتِ مقدسہ کے بارہ میں یہود کے دل میں جو مذموم ارادے تھے وہ یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے لگے اور اسرائیل کی ہر ایسی حرکت کا اسلامی دُنیا میں سخت نوٹس لیا گیا لیکن برطانیہ اور امریکہ جیسی طاقتور سلطنتوں کے کھونٹے پر ناچنے والی اس نوزائیدہ سلطنت نے کسی کی پرواہ نہ کی بلکہ اپنی توسیع پسند مساعی کو جاری رکھا۔ چنانچہ ارضِ فلسطین میں بسنے والے لاکھوں عرب باشندوں کو ان کے انفرادی اور اجتماعی ظلموں کا نشانہ بن کر ترکِ وطن کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور وہ اپنی املاک سے بے دخل کئے گئے۔ یہ سب کچھ برداشت ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے مصر اور اُردن پر جارحانہ حملہ کے ساتھ ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح اسرائیل کی توسیع پسندی کی ہوس کا ایک واضح ثبوت دُنیا نے بچشمِ خود مشاہدہ کر لیا۔ باوجود دو سال گذر جانے کے وہ اب تک اُن علاقوں سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ روز بروز اپنی گرفت زیادہ مضبوط کرتا جا رہا ہے۔

اسرائیل کا وجود ہی مشرقِ وسطیٰ کے امن کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے لیکن طاقتور حکومتیں اپنے مصالح کے پیشِ نظر اُس عظیم خطرہ کا احساس نہیں کر رہیں اِدھر زیادہ افسوسناک صورتِ حال عرب ممالک کی کمزوری اور عدمِ اتحاد کی ہے۔ اگر سب عرب ممالک متحد ہو جائیں تو باوجود امریکہ کی بے پناہ امداد کے وہ اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں۔ مگر بڑی مشکل اس وقت یہی ہے کہ اس اتحاد کا وقت کب آنے والا ہے۔

اسرائیل کی توسیع پسندی کے ساتھ اندرونِ علاقہ میں جو مذموم ارادے عمل میں آرہے ہیں وہ بھی کم قابلِ اعتراض نہیں۔ ارضِ فلسطین کے ساتھ دُنیا کی تین بڑی قوموں کے مذہبی جذبات نہایت گہرے رنگ میں وابستہ ہیں۔ اس سرزمین میں جہاں یہود کے مقدس مقامات ہیں وہاں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی مقدس مقامات بھی اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح دنیا کے دُوسری اقوام کے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک اس علاقہ میں مسلمانوں کی حکومت رہی تینوں اقوام کے مذہبی مقدس مقامات کی حُرمت پورے طور پر قائم رہی۔ اور کسی بھی قابلِ ذکر مقام کو نہ ہی گرایا گیا اور نہ ہی اس کی بے حُرمتی ہوئی۔ بلکہ سب ایسی اقوام کو آزادانہ طور پر ان مقامات کی زیارت اور اپنے اپنے طریق پر ان میں عبادت کی سہولیات حاصل رہیں۔

لیکن جب سے اسرائیل کی منحوس سلطنت معرضِ وجود میں آئی نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات ہی اُن کی مساعیٔ مذمومہ کا نشانہ بن رہے ہیں بلکہ عیسائیوں کے مقدس مقامات بھی بچے نہیں رہے۔ یہ حرکت بین الاقوامی مسلّمہ اصول و قواعد کے سخت منافی ہے۔ اگر یہود کو دُوسروں کے مذہبی احساسات کا خیال نہیں تو کم سے کم وہ اُن اصول و قواعد کی تو پاسداری کریں جن پر اس وقت دنیا کی سب اقوام اتفاق کر رہی ہیں۔ مگر اس نوزائیدہ مملکت کے حکمرانوں کے سر پر کچھ ایسا نشہ سوار ہے کہ کوئی بات خاطر میں ہی نہیں لاتے۔

اب حال ہی میں ۲۱ر اگست کو جو اس مملکت میں قبلۂ اوّل مسجد اقصےٰ کی شمال مشرقی دیوار کو نذرِ آتش کیا گیا اور اس سے اس مقدس ترین مقام کی بے حرمتی ہوئی اس سے اسلامی دنیا کے زخمی دلوں پر ایک بار پھر نمک پاشی کے سامان کر دیئے گئے۔ جب سے یہ خبر سُنی گئی ہے، دنیا کے مسلمان بڑی بے قراری میں ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ریزولیشنوں کے باوجود اسرائیل اپنی اشتعال انگیز حرکات سے نہ باز آتا ہے اور نہ اُن ریزولیشنوں کو درخورِ اعتناء جانتا ہے —— یہ سب امریکہ کی شہ پر ہو رہا ہے۔ مگر امریکہ کو اسلامی دُنیا کی تکلیف کا احساس اس وقت ہوگا جب مشرقِ وسطیٰ کی بے امنی ساری دُنیا کے امن کیلئے خطرہ بن کر سامنے آجائے گی۔ حالانکہ دانشمندی اسی میں ہے کہ وقت پر مؤثر کارروائی کی جائے اور اسرائیل کو ایسی حرکات سے باز رہنے کی سرزنش کی جائے۔ اُسے مجبور کیا جائے کہ اقوامِ متحدہ کے پاس کردہ ریزولیشنوں پر عمل درآمد کرے۔ اور اس کے علاقہ میں واقع جمیع مقاماتِ مقدسہ کی حُرمت کو قائم رکھے۔ کھُدائی کے نام سے جو تخریب کا کام جاری کیا گیا ہے اُسے فوری طور پر بند کیا جائے۔

ناشکر گذاری ہوگی اگر ہم اپنی قومی حکومت کے اُس مستحسن اقدام کا اس جگہ ذکر نہ کریں جو حال ہی میں ہندوستانی پارلیمنٹ میں مسجد اقصےٰ کے المیہ کے خلاف آواز گونجی۔ حتیٰ کہ خود وزیرِ خارجہ مسٹر دنیش سنگھ نے اسرائیل کی خارجہ پالیسی کا سخت نوٹس لیا اور اعلان کیا کہ:

"مسجدِ اقصےٰ کی بے حُرمتی سے صرف مسلمانوں ہی کے جذبات کا تعلق نہیں ہے بلکہ مُلک کے سب لوگوں کا اس سے تعلق ہے۔ اس وحشیانہ فعل سے حکومتِ ہند اور ہندوستانی عوام کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔"

موصوف نے صحیح فرمایا کہ "چونکہ مسجد اقصےٰ یروشلم (بیت المقدس) میں واقع ہے اسلئے یہ بات قطعی طور پر ناگزیر ہو جاتی ہے کہ یروشلم کی واپسی سے متعلق اقوامِ متحدہ کی قرار داد کو عملی جامہ پہنایا جائے۔"

مورخہ ۲۸ر اگست کو راجیہ سبھا میں جب ایک توجہ دلاؤ تحریک کے ذریعہ مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کا سوال اٹھایا گیا تو بہت سے ممبرانِ پارلیمنٹ نے مسجدِ اقصیٰ کے معاملہ پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر بیان دیتے ہوئے وزیرِ خارجہ دنیش سنگھ نے کہا کہ عمّان میں ہمارے سفارت خانہ نے ان تمام اطلاعات کی تصدیق کر دی ہے جن کا تعلق جمعرات ۲۱ر اگست کی صبح کو مشہورِ عالم مسجد اقصیٰ میں صبح سات بجے آگ لگانے سے ہے۔ یہ آگ تین گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس سے مسجد کے مشرقی حصہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ خوش قسمتی سے اس کا وسطی حصہ بالکل محفوظ رہا۔ اس وحشیانہ فعل سے حکومتِ ہند اور ہندوستانی عوام کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔

اِس بے حُرمتی کی مذمت کے سلسلہ میں مجھے یقین ہے کہ ایوان بھی میرے ساتھ ہے پوری دُنیا کو اس بات سے سخت تشویش ہے کہ اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسرائیل بیت المقدس پر ہنوز قابض ہے۔

وزیرِ خارجہ نے کہا کہ آگ لگنے کے اس اندوہناک واقعہ کے سبب مقاماتِ مقدسہ کے تحفظ کے سلسلہ میں قدرتی طور پر جذبات بیدار ہوئے ہیں۔ اور اس سے مغربی ایشیا میں سنگین صورتِ حال پیدا ہوگئی ہے۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اسرائیل اس واقعہ کی ذمّہ داری سے اپنے آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہمیں فوری طور پر مطالبہ کرنا چاہیئے کہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی ان تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جائے جو اس نے بیت المقدس کے سلسلہ میں پاس کی ہیں۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۳۰ر اگست ۱۹۶۹ء صہ)

بہرحال قبلۂ اوّل مسجد اقصےٰ کی آتش زنی سے ساری دنیا کے مسلمانوں کے دِل نہایت درجہ رنجیدہ ہیں۔ اب ان سب کی نگاہیں اقوامِ متحدہ کی طرف ہیں دیکھیں وہ دُنیا میں امن کے لئے کیا کچھ مثبت قدم اٹھاتی ہے۔ اسرائیل کا ناسُور جب تک قائم ہے وہ رِستا ہی رہے گا۔ اور دنیا کے امن کے لئے ہر وقت خطرہ بنا رہے گا۔

ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالےٰ عربوں کو بھی متحد ہونے اور سچے رنگ میں خدا کے بندے بن جانے کی توفیق دے تا خدا کی نصُرت اور تائید بھی ان کے شاملِ حال ہو اور ان کی موجودہ ابتلائی حالت جلد از جلد ختم ہو۔ خدا تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت کا ذمّہ خود لے رکھا ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ مسلمان جو اس کے لئے سچّی خدمت کرنے اور خُدا کی نصُرت حاصل کرنے کے اہل ثابت ہوں ؎

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا!
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

خطبہ جمعہ

اسلام کا اقتصادی نظام انسان کے بنائے ہوئے تمام نظاموں سے بہتر ارفع اور اعلیٰ ہے

صرف یہی وہ نظام ہے جس کی بنیاد ربوبیت عالمین پر رکھی گئی ہے اور جو عبادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے

اسلام فرد، خاندان اور قوم کی ضرورت کی تعیین و تعریف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر عطا سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھاتا ہے

ہمیں حقائق اشیاء کے علم کے حصول کے لئے گہری فکر کی عادت ڈالنی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ر احسان ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق ۲۷ر جون ۱۹۶۹ء بمقام مسجد احمدیہ کلڈنہ مری

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

میں پچھلے خطبات سے دوستوں کے سامنے یہ مضمون بیان کر رہا ہوں کہ اسلام کا اقتصادی نظام کیا اور کیسا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ہمیں وضاحت سے تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے واحد و یگانہ کی پرستش و عبادت کرے۔ اور قرآن کریم کی ایک آیت (الذریٰت ۵۱-۵۷) میں اس مقصد کی طرف اس بنیادی تعلیم کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا مُخلصین لہُ الدّین (البیّنۃ ۶) کہ عبادت جو ہے وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرتے ہوئے ہونی چاہیئے۔ میں نے بتایا تھا کہ

دین کے گیارہ لغوی معانی

اس جگہ چسپاں ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ مضمون کے تین خطبات الفضل میں چھپ چکے ہیں۔ ان میں نو معانی کے متعلق ابتدائی مضمون آ چکا ہے۔ اور اس تمہید کے بعد جس کا بنیادی تعلیم سے تعلق ہے میں نے قرآن کریم کی ایک آیت جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے حضور کی بیان فرمودہ تفصیل کو اپنے الفاظ میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے

مضبوط اور پختہ دلائل

کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اسلام جو اقتصادی نظام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے وہ انسان کے بنائے ہوئے ہر قسم کے اقتصادی نظام کی نسبت بہتر اور ارفع اور اعلیٰ اور احسن ہے۔ اس کے بعد عبادت کے ان گیارہ تقاضوں کو اسلام کا اقتصادی نظام کس طرح اور کیسے پورا کرتا ہے مضمون کے اس حصہ کے متعلق اس وقت میں بیان کر رہا ہوں ایک خطبہ اس پر پہلے ہو چکا ہے۔ آج میں عبادت کے تیسرے تقاضے کو لیتا ہوں

عبادت کا تیسرا تقاضا

جو مُخلِصِینَ لَہُ الدِّین میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دین کے معنی سیرت اور خلق کے بھی ہوتے ہیں۔ "الدِّین" "السِّیرۃ" یعنی سیرت کو عربی زبان میں دین بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا رنگ پیدا ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے اخلاق اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا رنگ اپنے اوپر نہیں رکھتے تو تم عبادت کے تقاضا کو پورا نہیں کر سکتے۔ اور اور زندگی کے ہر شعبہ میں جو یہ مقصد تھا کہ حقیقی توحید کو قائم کیا جائے اس مقصد کو تم حاصل نہیں کر سکتے۔

اس موقع پر میں ایک اور بات ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کے ایک حصہ کا تو آج کے مضمون کے ساتھ براہ راست تعلق ہے یعنی جو تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یا صِبْغَۃَ اللّٰہِ یا فِطْرَتَ اللّٰہِ "کا فقرہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن اس کے جو دوسرے حصے ہیں ان کا تعلق بھی گیارہ تقاضوں کے ساتھ ہے نیز جس رنگ میں وہ اسلام کے اقتصادی نظام میں جلوہ گر ہیں ان کے ساتھ ہے اور وہ مضمون یہ ہے کہ رب العالمین یا اس Universe یا جو بھی مخلوق ہے خواہ وہ ہمارے علم میں ہو یا نہ ہو یا ہمارا تخیل اور تصور وہاں تک پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے۔ بہر حال جو بھی مخلوق ہے جو چیز بھی موجود ہے۔ ساری کی ساری اس بنیاد پر قائم، موجود اور زندہ ہے کہ خدائے واحد سب کا پیدا کرنے والا اور ساری قوتوں اور استعدادوں کا بخشنے والا ہے۔ یعنی

توحید حقیقی اور توحید خالص

ایک خالص حقیقت ہے باقی سارے حقائق بنتی ہیں۔ مگر یہ ایک زندہ اور ہمیشہ رہنے والی اور پختہ بات ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کوئی تبدیلی نہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی حیات اور بقا اس حقیقت پر قائم ہے کہ

اللہ تعالیٰ ایک ہے

وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کامل ہے اس میں کوئی نقص نہیں۔

یہ توحید ہمیں دنیا میں مختلف شکلوں میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جہاں تک انسانی زندگی کا تعلق ہے توحید خالص کے کچھ جلوے ہمیں نظر آتے ہیں۔ آپ کا یہ بیان کردہ مضمون الحکم میں چھپا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ توحید پہلے دو قسموں میں منقسم ہوتی ہے ایک کو تو ہم توحید علمی کہتے ہیں اور دوسری کو ہم توحید عملی کہتے ہیں۔ پھر ہر دو قسم کی توحید ایسی ہے جس کا تعلق ایک تو حقوق اللہ سے ہے دوسرے حقوق نفس سے ہے اور تیسرے حقوق العباد سے ہے۔ پس دونوں قسم کی توحید کے چھ جلوے ہمیں نظر آتے ہیں۔

علمی توحید کے معنے

کے معنے یہ ہیں کہ وہ حقیقی توحید جو علم سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات بیان کیں اپنی وحدت کے، اپنے احد ہونے کے دلائل دئے اور آسمانی نشانوں سے بھی ثابت کیا کہ ہم ہی اکیلا سب قدرتوں کا مالک اور سب فیوض کا سرچشمہ اور سب انوار کا مرکزی نقطہ ہوں بہر حال علمی توحید وہ ہے جو علم سے حاصل کی جاتی ہے اور عملی توحید وہ ہے جو عمل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان کردہ مضمون اپنے الفاظ میں بیان کروں گا

منظوم کلام

اسلام کی شادابی و لطافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں　　سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں　　سُرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے
تعلیم میں بھی دیکھے اور عادت بھی دیکھے　　سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم!　　بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

جہاں تک اللہ تعالیٰ اور اس کے حقوق کا تعلق ہے توحید علمی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حقوق کو شناخت کیا جائے۔ ان کا عرفان اور معرفت حاصل کی جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور اسے مبدء برکت یعنی فیض کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مرجع و مآب ہر ایک چیز کا سمجھنا اور اسے ہر عیب اور نقص اور کوتاہی سے پاک جاننا کیونکہ وہ

تمام صفاتِ کاملہ کا جامع

اور معبود حقیقتاً وہی ہے۔ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ انسان کا معبود ہو۔ پس جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا سوال ہے توحید علمی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے حقوق اللہ کی ادائیگی میں توحید عملی یہ ہے کہ اس کی اطاعت اخلاص سے بجا لانا اور اطاعت میں کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا۔ مثلاً جب بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے اور سرمایہ داری یہ کہتی ہے تو

اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہو

سرمایہ داری کی نہ ہو۔ یا مثلاً یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے۔ اور باپ یہ کہتا ہے احکام میں تضاد پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بات ماننی ہے۔ باپ کی بات نہیں ماننی۔ یا مثلاً یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے اور ایک شخص جس کا کسی شخص پر بڑا ہی احسان ہے۔ وہ دنیوی محسن یہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بات ماننی ہے اس کی بات نہیں ماننی۔ کیونکہ سب سے بڑا محسن جو ہم اپنے ذہن میں اور تخیل میں لا سکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بیشک یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ مثلاً وہ ایک یتیم بچہ تھا۔ اس محسن شخص نے اسے پالا۔ اس کو ذہین پایا اور اس کی تعلیم پر خرچ کیا۔ اس کی تربیت کا خیال رکھا۔ اس کو گندے ماحول سے بچایا اس کی نیک ماحول میں پرورش کی۔ ہر وقت نیکی کی باتیں اور ترقی کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی باتیں اس کے دل میں ڈالیں پھر اس نے پوسٹ گریجوایٹ کیے۔ پھر اس کو انگلستان بھیجا پھر وہ مشہور سائنسدانوں سے بھی آگے نکل گیا یہ سارا خرچ اس شخص نے برداشت کیا۔ پھر وہ واپس آیا۔ اس کی ایک ہی لڑکی تھی۔ اس نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ اس طرح اسے اپنی ساری جائداد کا مالک بنا دیا۔ کتنا بڑا احسان اس محسن نے اس پر کیا۔ لیکن اگر اس محسن کا قول یا حکم اس کی خواہش اور مرضی

اللہ تعالیٰ کے حکم

یا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور رضا کے خلاف ہو تو توحید عملی یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس دنیوی محسن کی بات نہ مانی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی بات مانی جائے

کیونکہ اس محسن کو جو کچھ بھی قدرت ملی جو مال ملا۔ جو نیک نفسی ملی جو دل کی پاکیزگی ملی جو ہمدردی ملی۔ محبت اور اخوت کا جو جذبہ ملا۔ وہ سب خدا کی طرف سے ملا۔ پس اصل فیض کا منبع یہ محسن نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذات ہے جس نے اس دنیوی محسن کو وہ سامان دیئے کہ جن سے وہ احسان کر سکتا تھا۔ اور پھر اسے احسان کرنے کی توفیق دی۔ اقتصادیات میں بھی یہ سوال پیدا ہو گا جس کا توحید عملی فی حقوق اللہ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے کہ اقتصادی نظام کے قیام میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بات ماننی ہے۔ یا غیر اللہ کی بات بھی کبھی مان لینی ہے۔

اسلام یہ کہتا ہے

کہ اقتصادی نظام میں بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی اطاعت نہیں کرنی۔ کسی اور کی بات نہیں ماننی۔ مثلاً [illegible] ہیں۔ انگلستان میں ان کا بڑا زور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جوئے اور دوسری قسم کے نشے مہیا ہونے چاہئیں۔ اور ان کا وہاں بڑا اثر و رسوخ بھی ہے۔ بڑے بڑے عہدیدار بھی ان کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ہیں اور آہستہ آہستہ ان کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان کیلئے چرس مہیا کی جائے۔ حالانکہ یہ ایک بڑی خطرناک چیز ہے لیکن انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک میں بڑی کثرت سے اس کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہ ایک اقتصادی مسئلہ بھی ہے کہ آیا یہ چیز پیدا کرنی ہے یا نہیں اور اگر تقسیم کرنی ہے تو کس طرح۔ اسی طرح اس کی قیمتوں وغیرہ سے متعلق بیسیوں سوالات ہیں جو نظام اقتصادیات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ اقتصادی نظام

اس مطالبہ کو رد کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے دوسرے [illegible] خطبے میں فرمایا تھا کہ اقتصادیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی بات ماننی ہے کسی اکثریت یا کسی مؤثر اقلیت کی بات نہیں ماننی۔ پچھلے خطبہ میں میں نے بین الاقوامی قرضوں کا ذکر کیا تھا آج یہ ایک دوسری مثال بیان کر دی ہے۔

غرض توحید عملی کا جہاں تک حقوق اللہ کے ساتھ تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اخلاص سے کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی غیر کو شریک نہیں کرنا یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض باتوں میں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرلی اور بعض باتوں میں کسی غیر اللہ کی اطاعت کرلی۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو ٹھکرا دیا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مبدء فیوض ہے۔ اس لئے اپنی بہبود کے لئے۔ اپنی ترقی کے لئے، اپنی خوشحالی کے لئے، اپنی تکالیف کو دور کرانے کے لئے اسی سے دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اس قابل ہی نہ سمجھیں کہ وہ ان ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے بغیر یا اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف پورا کر سکتا ہے۔ اس واسطے ہر وقت اس پر نظر رکھنا اور اس کی محبت میں کھوئے رہنا یہ

حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والی توحید عملی

ہے۔

پھر نفس کا حق ہے توحید علمی جو حقوق نفس سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ نفس کو پہچاننا۔ جس طرح توحید علمی اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھنے والی یہ تھی کہ اس کی ذات کی معرفت اور عرفان کو حاصل کرنا۔ توحید علمی حقوق نفس سے تعلق رکھنے والی یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق کو پہچاننا اور جو نفس کی آفات ہیں اور جو نفس امارہ کے رذائل ہیں ان سے ہر وقت مطلع اور چوکس رہنا کہ کہیں ان کی وجہ سے ہلاکت کے سامان نہ پیدا ہو جائیں۔ کیونکہ یہ جو نفس کی کمزوریاں، نفس کی آفات، نفس امارہ کی بدخصلتیں ہیں اور نفس کی جو بیماریاں ہیں ان کے نتیجہ میں انسان

اللہ تعالیٰ کی وحدت

اور اس کی توحید سے دور چلا جاتا ہے اور توحید کے تقاضے پورا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اب جو نفس کی بیماریاں ہیں ان میں ہمیں نظر آتا ہے کہ عُجب ہے، ریا ہے، تکبر ہے، کینہ ہے حسد ہے، غرور ہے، حرص ہے، بخل ہے، غفلت ہے اور ظلم ہے۔ بہت سارے اخلاقِ رذیلہ ہیں۔ پس انسان کو ان کا علم ہونا چاہئے اور اس کے Conscious Mind میں ہر وقت یہ رہنا چاہئے کہ میرا نفس بڑا کمزور ہے۔ میرے نفس میں جو قسما قسم کی بدخواہشات پیدا ہوتی ہیں میں نے ان کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت نگاہ رکھنی ہے یہ توحید علمی حقِ نفس سے تعلق رکھتی ہے۔ جب انسان کو یہ علم حاصل ہو جائے کہ میرے نفس میں کیا کیا کمزوریاں ہیں۔ اور میرا نفس مجھے کن ہلاکتوں کی طرف لے جاتا ہے اور ان سے بچنے کا کیا سامان ہے۔ تو اس سے ایک ہی ذات کی عظمت ثابت ہوتی ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور جو اپنی ذات میں واحد و یگانہ ہے۔ ہر آدمی جب اپنے نفس کو ٹٹولے اور اس کا مطالعہ کرے اور اس کی آفات اور کمزوریوں سے آگاہ ہو تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ دنیا میں ہر مخلوق عیوب سے پر اور نقائص سے بھری ہوئی ہے۔

ایک ہی ذات بے عیب ہے

اور تمام عیوب سے منزہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہ توحید علمی ہے۔ یعنی اپنے نفس کے علم نے ہمیں بتایا کہ خدا تعالیٰ واحد و یگانہ ہے اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی کیونکہ ہم نے گردن کو جھکایا۔ پھر دل اور سینہ پر نگاہ ڈالی جس میں ہزار کیڑے نظر آئے۔ ہزار نقائص نظر آئے۔ ان برائیوں نے۔ ان کمزوریوں نے، ان نقائص نے، ان عیوب نے جھنجھوڑ کر اس طرف متوجہ کیا کہ تمام عیوب سے پاک خدائے واحد و یگانہ ہی کی ذات ہے۔

ہمیں توحید علمی سے جہاں تک حق نفس کا تعلق تھا: اقتصادیات کے میدان میں یہ پتہ لگا کہ اگر ہم حرص سے کام لیں گے۔ اگر ہم بخل سے کام لیں گے۔ اگر ہم ظلم سے کام لیں گے تو وہ نظام قائم نہیں ہو سکے گا جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ بخل اور حرص سے ہم کام لیں گے تو جو غیر کا حق ہے وہ اس کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے ہم نے پہلے بتایا تھا کہ یہ جو ہر قسم کا تفاوت انسانوں میں پایا جاتا ہے جس میں دولت کا تفاوت بھی ہے یہ اس لئے نہیں کہ دولت خود خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معزز ہے اور کریم ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اس کے ذریعہ سے اس کا

امتحان لینا چاہتا ہے

مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو ایک کروڑ روپیہ دیا اور اسے کہا کہ تیرا حصہ اس میں صرف دو لاکھ ہے باقی ۹۸ لاکھ جن کا حصہ ہے ان تک پہنچا دو۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ بعد میں زیر بحث آئے گی۔

پس اگر بخل اور حرص ہے تو جو مال بطور امتحان کے خدا تعالیٰ نے اسے دیا ہے وہ حقدار کو نہ دے گا بلکہ دوسرے کا حق چھیننے کی کوشش کرے گا کہ میرے پاس ہی آ جائے۔ پھر ظلم کرے گا۔ نفس کی حرص اور بخل اور ظلم ہی کی آفت تھی کہ قرآن کریم نے کہا کہ تولتے وقت صحیح تولا کرو۔ بخل حرص اور ظلم کی یہ تثلیث بھی بڑی ظالم تثلیث ہے کہ جو کہتی ہے کہ دیتے وقت کم تولو۔ لیتے وقت زیادہ تولو

پھر قرآن کریم نے کہا ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کا مال لے لیتے ہو یہ باطل ہے۔ قرآن کریم نے باطل کا لفظ حق کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے۔

پس

جو حق خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے

اس کو یہ حرص اور بخل اور ظلم توڑنے والا ہے اور یہ نفس کی کمزوریاں اقتصادی خرابیوں کا موجب بنتی ہیں۔ غرض انسان کو یہ پتہ لگنا چاہیے اور اسے یہ یاد رہنا چاہیئے کہ نفس میں بڑی کمزوریاں ہیں۔ مثلاً بخل ہے، حرص ہے اور ظلم ہے دوسرے ہزار قسم کے اخلاقِ رذیلہ ہیں جو نفس میں پائے جاتے ہیں۔ جن سے مغلوب نہیں ہونا شکست نہیں کھانی۔ اس توحیدِ علمی سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور ہر نفس یہی نتیجہ نکالے گا کہ ہر عیب سے پاک اور ہر کامل صفت سے متصف اللہ ہی کی ذات ہے۔

جہاں تک توحیدِ علمی کا تعلق حقِ نفس کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ انسان عزم کرے کہ ان اخلاقِ رذیلہ کا میں نے بالکل قلع قمع کر دینا ہے اور ان کو کاٹ کر رکھ دینا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ نفسِ امّارہ انسان پر غالب ہو وہ نفسِ امّارہ اور اس کی ساری خواہشات کو ملیا میٹ کر دے اور ان پر وہ کاری ضرب لگائے کہ ان کا خطرہ ہی باقی نہ رہے۔ پس عملاً

نفسِ امّارہ کی برائیوں اور کمزوریوں پر غالب

آجانا یہ توحیدِ عملی ہے۔ اور اسی کے ساتھ پھر یہ بھی کہ تمام رذائل سے خود کو محفوظ کر لینے کے بعد تمام صفاتِ حسنہ اور اچھے اخلاق اور فضائل کا زیور پہن لینا اور صفاتِ حسنہ سے متصف ہو جانا یہ توحیدِ عملی حقِ نفس سے تعلق رکھنے والی ہے۔ اور ایک موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے بالکل خالی کر لے اور اس طرح پر توحیدِ عملی حقِ نفس میں ثابت ہو جاتی ہے کہ نفس کی ہر وہ کمزوری جو غیر اللہ کی طرف لے جانے والی ہے اس سے انسان بچ جاتا ہے اور اس پر غالب آجاتا ہے۔ اور دل غیر اللہ سے خالی ہو جاتا ہے اور دل اللہ تعالےٰ کے اخلاق اور

اللہ تعالےٰ کے انوار

سے بھر جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں نفس کو فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے یہ صوفیاء کی ایک اصطلاح ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ نفسِ امّارہ کی تمام برائیوں سے بچ کر نفسِ مطمئنہ جن اخلاقِ فاضلہ کے نتیجہ میں اطمینان حاصل کرتا ہے ان کا اخلاقِ حسنہ کے اس زیور سے آراستہ ہو جانا یہ فنا فی اللہ کا مقام ہے۔ کیونکہ غیر پھر بیچ میں نہیں رہتا

پانچویں قسم کی توحیدِ علمی حقوق العباد سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنے جیسا کمزور اور لاشئے محض سمجھنا۔ سارے بندوں کا ایک دوسرے پر حق ہے کہ ہر شخص اس یقین پر قائم ہو کہ جس طرح میں عاجز بندے کی حیثیت سے اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں لاشئ محض ہوں، ہر دوسرا انسان بھی ویسے ہی لاشئے محض ہے پھر وہ کشکول لے کر دوسرے کے پاس نہیں جائے گا۔ وہ تہجد کے وقت اٹھ کر اپنے خدا سے مانگے گا گویا تمام بنی نوع انسان کو خدا تعالےٰ کی مخلوق اور بندہ سمجھنا اور بالکل ہیچ اور نیست جاننا۔ اور دوسرے یہ کہ اس بات پر قائم ہونا کہ جو حقوق اللہ تعالےٰ نے قائم کئے ہیں وہ توفیقِ باری کے بغیر محض اپنے زور سے ادا نہیں ہو سکتے

ایک طرف

یہ کہ اپنے زور سے انسان اپنا یا کسی اور کا حق قائم نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کا جو حق قائم کیا ہے وہ اسے ملنا چاہیئے۔ یہ حقوق العباد سے تعلق رکھنے والی توحیدِ علمی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہی ربّ ہے۔ اس نے ساری قوتوں کو پیدا کیا ہے۔ ہندوؤں کی طرح یہ نہیں کہ رُوح بھی اللہ تعالےٰ کی طرح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور مادی ذرات بھی اور ان کے خواص بھی خدا تعالےٰ کی مخلوق نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے رہنے والے ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ ربّ ہے اور اس نے اس تمام کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اسی نے قوتیں اور استعدادیں پیدا کیں اور حقوق قائم کئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرے کو بھی اپنے جیسا لاشئے محض سمجھنا اور دوسرے یہ کہ ہر شخص کا

جو حق رب العالمین نے قائم کیا ہے

اسے سمجھنا۔ اس کا علم رکھنا۔

اس توحیدِ علمی سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے عظمت ایک ہی ذات کی ثابت ہوتی ہے۔ (عزّ اسمہٗ وجلّ شانہٗ) اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف وہی ہے جو اپنی ذات میں کامل ہے۔ کیونکہ دوسرے کامل نہیں اس لئے کہ ان کے بعض حقوق انہیں کوئی دوسرا دے رہا ہے۔ اگر وہ کامل ہوتے تو وہ اپنا ہر ایک حق خود لے رہے ہوتے۔ لیکن یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جو یہ کہے کہ میں اپنا حق اپنے زور سے لے رہا ہوں۔ اس کو تو ایک عام جواب ہمارا بچہ بھی یہ دیگا کہ کیا تم نے اپنی ماں کا دودھ اپنے زور سے حاصل کیا تھا! کوئی بھی شخص جس میں ذرا بھی عقل ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنی ماں کا دودھ اپنے زور سے حاصل کیا تھا۔ وہ تو عاجز تھا۔ اگر ماں اس کے حق کو تسلیم نہ کرتی تو اس کو یہ حق نہ ملتا بعض مائیں بعض نادان ڈاکٹروں کے مشورہ سے بچوں کو ان کے اس حق سے محروم کرتی رہی ہیں۔ اب پھر ان کو عقل آرہی ہے اور وہ سمجھنے لگی ہیں کہ

اللہ تعالےٰ کے قائم کردہ حق

سے بچے کو محروم کرنا ظلم ہے۔ بچہ پر بھی اور اپنے نفس پر بھی۔ اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ بچے کو اس کا حق ماں کی مامتا نہیں دیتی بلکہ اللہ تعالےٰ کا رحم دے رہا ہے۔ اس کی ربوبیت دے رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو اب کچھ عقل دے دی ہے اور اکثر ڈاکٹر اب پھر اس طرف آرہے ہیں کہ اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو اس کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ کیونکہ قدرت نے ایک نظام قائم کیا ہے کہ اگر ماں بچے کو دودھ پلائے تو وہ بہت ساری بیماریوں سے بچ جاتی ہے۔

پس توحیدِ علمی سے

انسان یہ معرفت حاصل کرتا ہے

کہ عظمت ایک ہی ذات کی ہے اور ہر دوسرا انسان میرے جیسا عاجز انسان اور ربّ ماننے انسان، اور ہر قسم کی قوت اور اہلیت سے خالی انسان ہے۔ جس کو جتنی بھی طاقت ملی ہے وہ اس خدائے عظیم اور ربِّ رحمٰن کی طرف سے ملی ہے جس نے ان تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے۔

توحیدِ عملی حقوق العباد سے تعلق رکھنے والی یہ ہے کہ حقیقی نیکی بجا لانا یعنی دوسروں سے جو تعلقات ہیں وہ اسی اصول پر قائم ہونے چاہئیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو حق قائم کیا ہے وہ ادا ہو (پہلے یہ تھا کہ حق ادا ہونے چاہئیں) اب یہ ہے کہ حق ادا ہوں صرف یہ نہ ہو کہ ہونے تو چاہئیں۔ بہت سے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں (آپ کو بھی اپنی زندگی میں تجربہ ہوا ہوگا) بہت سی مشکلات ہیں نا! یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے "بیچی صحیح گل۔ پر ٹھیکو نا بڑی مجبوریاں ہو جاندیاں نے" ان مجبوریوں سے قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ چوریاں بھی ہو جاتی ہیں ڈاکے بھی پڑ جاتے ہیں اور حق تو وہ مارا ہوتا ہے۔

پس توحید علمی یہ تھی کہ حقوق ادا ہونے چاہئیں۔ توحیدِ عملی یہ ہے کہ حقوق ادا ہونے شروع ہو جائیں۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالےٰ نے دوسرے انسانوں کے مجھ پر حقوق عاید کئے ہیں وہ ان حقوق اور ذمہ داریوں کو بجا لانے اور اصح طریق سے بجا لانے۔ یعنی اس کے نتیجہ میں دوسرے کی قوتوں کی بہترین نشوونما ہو سکے۔ اور موحد کی ان حقوق کے ادا کرنے میں یہ غرض نہیں ہوتی کہ

دُنیا میں اس کی نیک نامی ہو

لوگ واہ وا کہیں۔ تالیاں بجائیں۔ نعرے لگائیں دنیوی طور پر اس کی وجاہت ہو جائے۔ یہ نہیں بلکہ موحد کی صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا تعالیٰ کے اخلاق میں فانی ہو جائیں۔ اور فنا فی اخلاق اللہ کا مقام اسے حاصل ہو جائے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے، اپنی مخلوق کے جو حقوق قائم کئے ہیں صفاتِ باری تعالےٰ کے پرتو کے نیچے آکر بہتر طریق پر وہ حقوق ادا ہو جائیں اور ہر فرد کی سب قوتیں اور استعدادیں اسی طرح سب اقوامِ عالم کی قوتیں اور استعدادیں اپنے نشوونما میں اپنے کمال تک پہنچ جائیں

پس

عبادت کا تیسرا تقاضا

یہ تھا کہ تخلق باخلاق اللہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں ربّ العٰلمین ہوں۔ میں نے اپنی مخلوق پیدا کی۔ ان کے اندر کچھ قوتیں پیدا کیں اور یہ اصول قائم کیا کہ تدریجی ارتقاء کے ذریعہ یہ قوتیں اور استعدادیں اپنے نشوونما کے کمال کو پہنچ جائیں۔ اس میں تدریجی ارتقاء کے لئے اور دائرہ استعداد کے اندر کمال تک پہنچنے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ میں نے پیدا کر دی۔ اگر کسی کو وہ چیز نہیں ملتی تو اس کا حق مارا گیا

پھر جو دوسرا اقتصادی تقاضا ہے (ہم اقتصادیات کی بات کر رہے ہیں) وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو۔ یہ جو حرص کا مطالبہ ہے یا یہ جوئے کی کھیلیں ہیں، امریکہ ہی میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ان کے اڈے ہیں۔

پس یہ ایک اقتصادی مطالبہ بڑی بھاری وکٹری کا ہے کہ ہمیں ہماری انٹرٹینمنٹ Entertainment کے لئے یعنی ہمارے نفسوں میں سکون پیدا کرنے کے لئے سامان مہیا ہونے چاہئیں۔ یہ ہیں تو ہمارے کے سامان لیکن وہ کہیں گے کہ یہ ہماری کھیلوں کے سامان ہیں۔ یہ ہماری دلچسپی کے سامان ہیں۔ یہ ہمیں ملنے چاہئیں۔ ورنہ ہم مارے گئے ہماری حق تلفی ہو گئی پھر باتوں باتوں میں یہ اقوام ... مقابلہ کر لیتی ہیں کہ ہم ...

ہمارا ایک عام مزدور ہفتہ میں دس بوتلیں شراب کی پیتا ہے۔ اور تمہارا غریب ملک ہے تمہارے مزدور کو صرف چھ بوتلیں شراب کی ملتی ہیں۔ (یہ چھ بھی لعنت اور وہ دس بھی لعنت اسلام کا اقتصادی نظام تو شراب کے ایک قطرہ کا بھی روادار نہیں ہے۔) پس یہ مطالبہ غلط ہے۔ یہ

اطاعت کے اصول

کے خلاف ہے۔ پچھلی عالمگیر جنگ میں انہوں نے اتنا گند مچایا تھا۔ حالانکہ یہ اقوام بڑی مہذب کہلاتی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے) انہوں نے اپنی فوجیں جب غیر ملکوں میں ظلم اور تعدی کے لئے بھجوائیں تو فوج کے ساتھ کنچنیوں کی فوج بھی جاتی تھی کہ بیچارے اپنی جان دینے کے لئے جا رہے ہیں جو فرصت کے اوقات ملتے ہیں ان میں وہ بدمعاشی کر کے سکون بھی نہ حاصل کریں! پس خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اطاعت میری کرنی ہے غیر اللہ کی اطاعت یا نفس کی خواہشات کی اطاعت نہیں کرنی اور تب ایک حسین معاشرہ اور ایک احسن اقتصادی نظام قائم ہوگا ورنہ نہیں ہوگا عبادت حقیقی کا تیسرا تقاضا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رنگ اپنے اخلاق پر چڑھاؤ یہ

توحیدِ عملی کو قائم کرنے کیلئے

بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصولاً عقلاً اور اگر کسی کو عرفان حاصل ہو تو عرفاناً یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس عالمین، اس دنیا کا بنیادی پتھر توحید باری تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس کے بغیر انسان نہ اس زندگی میں نہ اُس زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور اطاعت تب ہی ہو سکتی ہے جب تم اپنے اخلاق پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھاؤ گے۔ اگر تمہارے اخلاق پر اللہ تعالیٰ کا رنگ نہیں تو اطاعت کا دعوٰی اور اس بات کا دعوٰی کہ جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے اس کی رضا کے لئے ہم بھی وہی چاہتے ہیں یہ غلط ہے میں نے پچھلے خطبات میں بتایا تھا کہ اقتصادی نظام میں بھی ہمیں بنیادی طور پر چار صفات کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں باقی اور صفات بھی اس کے ساتھ لگی ہوتی ہیں۔ مگر یہ چار صفات جو

اُمّہاتُ الصِّفات

کہلاتی ہیں اقتصادی نظام میں بھی یہی صفات بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ یعنی اس میں صرف یہی صفات جلوہ گر نہیں۔ بلکہ یہ امہات الصفات بھی وہاں جلوہ گر ہیں۔ باقی

صفاتِ باری تعالیٰ جن کا انسان سے تعلق ہے وہ ان کے ساتھ مختلف رشتوں سے منسلک ہو کر جلوہ دکھاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پہلی صفت بیان کی کہ میں رب العالمین ہوں اور ہمیں حکم دیا کہ ظلّی طور پر تمہیں بھی رب العالمین بننا پڑے گا، اگر تم وہ اقتصادی نظام قائم کرنا چاہتے ہو جو میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ رب کی صفت ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی شخص اچھا ہو یا بُرا، اس کے ارتقاء اور

اس کی نشوونما کے لئے

جن چیزوں کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ان سے اسے محروم نہیں کیا۔ ابوجہل کو بھی دیا اور اس جیسے دوسروں کو بھی دیا۔ ہر ایک کو دیا۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے رہے ہیں ان کو بھی دیا۔ (اس عطا کا وہ بہت جگہ غلط استعمال کرتے ہیں۔) لیکن اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ مجھے بُرا بھلا کہنے والے ہیں میرا انکار کرنے والے ہیں اور جو توحید پر قائم ہیں ان کو ہر قسم کا دکھ پہنچانے والے اور ایذا دینے والے ہیں۔ وہ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتا۔ ربوبیتِ عالمین کی صفت برابر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ پھر اس ربوبیت کے ساتھ رحمانیت کا تعلق ہے۔ کیونکہ قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں ایک وقت انسان پر ایسا بھی آتا ہے کہ بغیر کسی عمل کے احساناً اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو اس کی نشوونما نہیں ہو سکتی۔ موٹی مثال تو بچے کی ہے۔ بچہ پیدا ہوا تو اس نے کیا عمل کئے۔ کونسا حق اس نے اپنے عمل سے قائم کر لیا تھا کہ اس کو ماں کا دودھ ملے۔ کوئی بھی نہیں۔ بچہ پیدا ہوا اسے پہلی چیخ ماری ہے اس کی ماں کو اللہ تعالیٰ دودھ دے دیتا ہے کہ لے اس کو پلا۔ یہ رحمانیت کا جلوہ ہے۔

پس

اسلام کے اقتصادی نظام میں

ہر اس شخص کی ضرورت کا خیال رکھا گیا ہے کہ جس کی عملی زندگی ابھی شروع ہی نہیں ہوئی کہ اس کو اجرت ملنے کا سوال پیدا ہو۔ اجرت ملنے کا ابھی سوال پیدا نہیں ہوا۔ ابھی اس نے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ مثلاً ایک ذہین طالب علم ہے۔ اقتصادی نظام میں اس کی پڑھائی کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اس کے ذہن کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کی ذہنی نشوونما کے لئے جن سامانوں کی ضرورت تھی وہ میں نے پیدا کر دئے تھے اے زید! اے بکر! اے فلاں!

اے فلاں! غاصب اور ظالم بن کر اس کا جو حق ہے وہ مار نہ لینا۔ وہ ذہن بتا رہا ہے کہ اس کی نشوونما کے لئے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر ایک شخص ہے اس کے (مسلز) muscles اور اعصاب میں بیج کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت رکھی ہے۔ اور وہ دنیا کا چوٹی کا پہلوان بن سکتا ہے۔ پس اگر اس کے اندر رستم پہلوان بننے کی طاقت اور قوت اور استعداد ہے تو اسے رستم پہلوان بننا چاہیئے تا وہ اس طرح اسلام کی خدمت کر سکے۔

رب العالمین کا یہ اعلان ہے

کہ اس قوت اور اس استعداد کو اس کے نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے سامان میں نے اس دنیا میں پیدا کر دئے ہیں وہ اسے ملنے چاہئیں۔ اسی طرح جس کو انجینئر بننے کا دماغ ملا ہے اس کو فلسفہ پڑھا کر اس کے دماغ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے

ہمارے ملک میں بہت سارے ذہن اس لئے ضائع ہو جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق نہیں ملتا۔ باپ کو صرف اتنا دیا کہ وہ فلسفی بن سکے۔ اور بیٹے کو اللہ میاں نے دماغ اتنا دے دیا کہ وہ انجینئر بنے سائنس اور آرٹس کے مضمونوں میں نیسوں کا فرق ہے۔ بعض ایسے خاندان بھی ہیں کہ جن کی مالی حالت ایسی ہے کہ وہ اس چھوٹے سے خرچ کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ باپ کہتا ہے عزیزم! دل بھی چاہتا ہے کہ تو انجینئر بنے۔ تو حساب میں سو فیصدی نمبر بھی لیتا ہے لیکن میں کیا کروں میرے پاس فیس کے پیسے نہیں۔ حالانکہ خدا نے کہا تھا کہ اس کی فیس کے پیسے میں نے پیدا کئے ہیں۔ کوئی چور تھا جس نے اس کی فیس کے پیسے چرا لئے۔ اور وہ چور ہمارا غیر اسلامی نظام ہے۔ چاہے وہ کمیونزم کا نظام ہو یا سرمایہ داری کا نظام ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جس طرح میں رب ہوں۔ میں نے ہر قوت کی نشوونما کے لئے استعداد پیدا کی۔ اور سامان پیدا کئے ہیں تم اگر میری ظلّیت میں رب بنو گے اور اس خلق کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ گے تب میری عبادت کا حق ادا کر سکو گے۔ اور دنیا میں وہ نظام قائم ہو سکے گا جو میں اقتصادی طور پر قائم کرنا چاہتا ہوں۔

پھر (جیسا کہ میں نے ابھی مثالیں دی ہیں)

رحمانیت اور رحیمیت ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں یہ دعوٰی بھی کیا ہے (جس کو یہ لوگ بھول جاتے

ہیں۔ اور پھر اقتصادی ضرورت پوری نہیں ہوتی) کہ مزدور کی مزدوری صحیح طور پر مل جائے تب بھی اس کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو صرف صفتِ رحیمیت کے جلوے کافی ہو جاتے کہ جتنا کسی نے کام کیا اتنا اس کو مل گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رب کا جلوہ

رحمان ہونے کا جلوہ

اور مالک ہونے کا جلوہ جو ہے وہ بھی ساتھ ساتھ ہونا چاہیئے تب جا کر مزدور کی ضرورت کما حقہٗ پوری ہوتی ہے اور اسے اس کا پورا حق ملتا ہے۔ مزدور کی ضرورت کیا ہے! میرا دعوٰی ہے کہ اسلام کے سوا کوئی اور اس کا صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ اس سوال کا جواب کسی بھی ازم نے، کسی بھی اقتصادی نظام نے نہ دیا ہے اور نہ دے سکتا ہے اسلام نے اس کا جواب دیا ہے اور اسلام ہی دے سکتا تھا۔

اسلام نے اس کا جواب یہ دیا ہے

کہ ہر مزدور اور ہر فرد بشر کی ضرورت کی تعیین اس کی قوتیں اور استعدادیں کرتی ہیں۔ پس اس کی قوت اور استعداد کی نشوونما کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے دراصل وہ اس کی ضرورت ہے اور وہی اس کا حق ہے اسلام نے ضرورت کی یہ تعریف کی ہے۔ اور چونکہ بعض یونٹس units افراد کے مجموعہ کے ہوتے ہیں اس لئے ہم کہیں گے ہر فرد کو، ہر خاندان کو، اور ہر قوم کو (کیونکہ بین الاقوامی معاشرہ اور نظام جیسے اس پر بھی یہ اصول اثر انداز ہوتا ہے) وہ سب کچھ ملنا چاہیئے کہ جو اس کی قوت اور استعداد کے مطابق ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے۔ تاکہ اس کی صحیح نشوونما ہو سکے۔ یہ اس کی ضرورت اور حق ہے اور یہ تعریف آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

بہرحال

اللہ تعالیٰ رحیمیت کے ماتحت کہتا ہے

کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری سچی اور حقیقی عبادت کرو تو تمہاری زندگی میں دوسروں سے سلوک کرتے ہوئے میری رحیمیت کے جلوے میری ظلّیت میں نظر آنے چاہئیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مزدور کو جو اجرت پر کام کر رہا ہے۔ دہاڑی پر ہو یا ہفتہ وار یا مہینہ یا سال کے بعد یا چھ ماہ کے بعد (مختلف شکلیں ہمیں دنیا میں اجرتوں کی ادائیگی کی نظر آتی ہے) اسے پوری اجرت ملنی چاہیئے۔ بالفاظِ دیگر اسلام یہ کہتا ہے کہ تمہاری اقتصادی زندگی میں میری رحیمیت

کے جلوے نظر آنے چاہئیں۔ کسی شخص کو اس کی اُجرت سے کم نہ دیا جائے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کی ضرورت پھر بھی بہت سے حالات میں پوری نہیں ہو گی۔ باقیماندہ ضرورتوں کا اللہ تعالیٰ نے علیحدہ انتظام کیا ہے۔ لیکن بہرحال رحیمیت کے جلوے کا یہ تقاضا ہے کہ اجرت کا جتنا کسی کا حق بنتا ہے اس سے کم نہ ملے

پھر مالک ہونے کا خلق ہے۔ انسان حقیقی رنگ میں تو کسی چیز کا مالک نہیں حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ اپنی ظلیت میں

اسے مالک بھی بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کہتا ہے کہ ساری دنیا کی چیزوں کا ہوں تو میں ہی مالک لیکن جس حد تک میں نے تمہیں طاقت دی ہے اسی حد تک میری ظلیت میں مالک ہونے کی صفت اپنے اندر پیدا کرو۔ اور یہ جو تفاوت استعداد کے نتیجہ میں کثرت اموال کی پیدائش ہوتی ہے اس کی صحیح تقسیم مالک ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مالک ہے اس کی ظلیت میں ہم نے جو کچھ لیا ہے ہمیں ایسے اخلاق اور اعمال میں اسی مالک ہونے کا جلوہ نظر آنا چاہیئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو میرا ہے (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جائز طریقے سے، حلال طریقے سے تم نے کمایا ہوا ہے) لیکن مالکیت کے جلوے اس کی تقسیم میں نظر آئیں گے۔

ایک صحابیؓ کے متعلق آتا ہے

کہ انہوں نے ایک دفعہ ایک لاکھ اونٹ خریدے۔ ایک اور دوست آ گئے انہوں نے کہا اسی قیمت پر میرے ساتھ سودا کر لو۔ انہوں نے کہا منظور ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ اونٹ کی نکیل مجھے دے دو۔ کہتے ہیں کہ نکیل کی قیمت اس وقت ایک اٹھنی تھی۔ چنانچہ انہوں نے دو منٹ کے اندر پچاس ہزار روپیہ کما لیا۔ بعض لوگوں کے روشن ذہن اس طرح پر کام کرتے ہیں وہ جائز کمائی تھی۔ ہمارے وہ بزرگ صحابی عجیب انسان تھے ویسا ہی ہر انسان کو بننا چاہیئے جس وقت وہ پچاس ہزار روپیہ گھر میں لائے تو انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ میں اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے سوچا کہ

حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے

اسی نے مجھے ایسی عقل دی کہ میں نے ایک دو منٹ کے سودے میں پچاس ہزار روپیہ کما لیا اور اب میں دیکھوں گا خدا تعالیٰ مجھے اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے کہ میں اسے کہاں اور کیسے خرچ کروں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے مطابق ہر مسلمان کو خرچ کرنا چاہیئے اور اس طرز پر اسلامی مملکت کا منصوبہ بننا چاہیئے۔ یعنی مال حلال کمانے کی آزادی اور خرچ کرنے پر اسلامی پابندیاں۔ اور اسلام کہتا ہے ویسے ہی حقوق کی کماحقہٗ ادائیگی

پس مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ میں دین کے تیسرے معنے کے لحاظ سے عبادت کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ

خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھایا جائے

اس کی رُو سے اسلام کا اقتصادی نظام یہ فرض عاید کرتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی امہات الصفات ہیں مثلاً اس کا ربّ ہونا، رحمان ہونا، رحیم ہونا اور مالک ہونا ان کی ظلیت کے طور پر (یعنی بطور ظل کے) یہی صفات ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور اسی طرح اقتصادی زندگی میں بھی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے اس کو باہر نہیں رکھا جا سکتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق بڑے زور سے اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"جو شخص ہماری جماعت میں داخل ہو جائے

اس کا پہلا فرض یہی ہے

کہ ... یہی چاروں صفتیں (سورۂ فاتحہ والی) اپنے اندر بھی قائم کرے ورنہ وہ اس دعا میں کہ اس سورۃ میں پنج وقت اپنی نماز میں کہتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی اے ان چار صفتوں والے اللہ میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تو ہی مجھے پسند آیا ہے۔ سراسر جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور نیز غیر انسان کا مربی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے، تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرے۔ تا اپنے محبوبؐ کے رنگ میں آ جائے۔

ایسا ہی خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کو یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا کے نقش قدم پر چلتا ہوں ضرور یہ خلق بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے

ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنی کسی کے نیک کام میں اس کام کی تکمیل کے لئے مدد کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جو خدا کی صفات کا عاشق ہے۔ اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کا انصاف جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضا سے دیا ہے نہ نفس کے جوش سے۔ یہ بھی ایک ایسی صفت ہے کہ سچا عابد۔ کہ جو تمام الٰہی صفات اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور راستباز کی خود بھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لئے ان چار صفتوں کو پسند کرتا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے لئے بھی یہی پسند کرے گا۔"

(تریاق القلوب صفحہ $\frac{29}{391}$ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی تفسیر کرتے ہوئے اعجاز المسیح میں تحریر فرماتے ہیں (یہ عربی میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے)

"اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ کسی بندہ کے لئے ممکن نہیں کہ اس وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ سے توفیق پانے کے بغیر عبادت کا حق ادا کرے اور عبادت کے فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو۔ اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو۔ اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو اور یہ کہ خالق اللہ کے لئے بلا تکلف اور بلا تصنع یعنی نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ۔ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو۔ اور نہ کسی قول اور بات سے اس کے دل کو زخمی کرو بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو

اور

مرنے سے پہلے مر جاؤ

اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر لو۔ اور جو کوئی تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو۔ خواہ وہ بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں۔ اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور انسانوں کی غمخواری کے لئے ہر وقت تیار کھڑے رہو۔"

عبادت کے مختلف تقاضوں کی طرف جماعت کو نصیحت کے رنگ میں متوجہ فرمایا ہے

بہرحال اس وقت میں یہ مضمون بیان کر رہا ہوں کہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ جو اقتصادی نظام دنیا میں وہ قائم کرتا ہے کوئی دوسرا اقتصادی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اس کی دلیل دیتے ہوئے اس کی خوبیوں اور اس کے حسن کو اس طرح اجاگر کیا ہے کہ دیکھو! ہمارا قائم کردہ اقتصادی نظام ان خوبیوں کا، اس حسن کا، ان احسانوں کا حامل ہے یہ باتیں تم دوسرے نظاموں میں بھی تو دکھاؤ۔ اگر ہم

اقتصادی مسائل

کا اور دنیا نے ان کے جو حل پیش کئے ہیں، حقوق اگر دئے ہیں تو وہ، اور اگر غصب کئے ہیں تو وہ، اس لحاظ سے دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ساری دنیا میں ہمیں اس قدر بھیانک ظلم پھیلا ہوا نظر آتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں جب بھی مسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کی اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھا اس نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا کہ غیر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کو فائدہ مل رہا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں رب العالمین ہوں۔ میں نے دنیا کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بھی دی یعنی خدا تعالیٰ نے کہا میں ابوجہل کو کھانا دیتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرا بندہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)

میری صفات کا کامل رنگ

اپنی صفات پر رکھتا ہے۔ اچھا میں قحط پیدا کر دیتا ہوں پھر دیکھو جو بندہ میرے رنگ میں رنگین ہے وہ تمہیں کھانے کو دیتا ہے یا نہیں، اگر وہ کھانے کو دیتا ہے تو ثابت ہوا کہ میں ہی تمہیں کھانے کو دے رہا تھا اگر وہ نہ دے تو پھر تمہارا اعتراض صحیح ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کھانا کو نہیں دے رہا تھا بلکہ تم ... دے رہے ... ایک انتہائی سخت ... قحط پیدا کر دیا اور ابوجہل ... زیادہ

خدا تعالےٰ نے گردنیں اکڑا کر چلنے والوں اور سارے عرب میں یہ اعلان کرنے والوں کی کہ ہم تلواروں سے اسلام کو نیست و نابود کر دیں گے، گردنیں جھکا دیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا کہ ہم بھوکے مر رہے ہیں کھانے کو دو۔ اس وقت آپؐ کا عمل

اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک جلوہ

تھا اور وہ جلوہ اس رنگ میں نظر آیا کہ آپؐ نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصل حقیقت توحید باری تعالیٰ ہے وہی کھانا دے رہا تھا۔ لیکن بت پرست کہتے سمجھتے کہ نہیں ہمارے بت دے رہے ہیں خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جو میری توحید کو قائم کرنے والا میری صفات کے جلوے دکھانے والا اور میرے اخلاق کے رنگ میں دنیا کے اخلاق کی تربیت کرنے والا ہے اس کا ایک جلوہ تمہیں دکھا دیتے ہیں اور ہر عقلمند سمجھ جائے گا کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو مل رہا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا تھا۔ وہی رب العالمین ہے غرض اسلام نے اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد سب سے پہلے ربوبیت عالمین پر رکھ کر ہر انسان کو، ہر مخلوق کو

اسلام کی تعلیم کے زیر احسان

کر دیا۔ پھر حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنی ہے۔ دنیا کے دباؤ تم پر پڑیں گے تم نے جرأت سے ان کا مقابلہ کرنا ہے اور ہر حالت میں تمہاری اخلاق اللہ کے مقام کے حصول کے لئے مجاہدہ کرنا ہے۔ پس ہر چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ خدا تعالےٰ کے کسی نہ کسی حکم کو پورا کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے مثلاً یہ حکم ہے کہ تیرا ہمسایہ بھوکا نہ رہے۔ ایک شخص کو زیادہ دیا ہے گھر میں جو دانہ ہے اس کا ایک حصہ وہ ہے کہ جس سے خدا کا حکم پورا کرنا ہے۔ یا یہ حکم کہ اپنے بچے کو اس کے ذہن کے مطابق تعلیم دلاؤ۔ کئی ظالم ماں باپ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی مالی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اگر وہ تھوڑی سی قربانی کریں تو وہ بچے کو پڑھا سکتے ہیں لیکن وہ قربانی نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ رات کو کلب جانے کا خرچ برداشت کریں یا بچے کو پڑھائیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں جی ہم کلب کا خرچ کریں گے۔ بچہ بیشک پڑھے یا نہ پڑھے۔ چنانچہ بعض ماں باپ میٹرک یا ایف اے یا بی اے ...... کے بعد بچوں کی پڑھائی چھڑوا دیتے ہیں کہ اگر ایف ایس سی یا بی ایس سی کرے گا تو میڈیکل کالج میں جائیگا۔ زیادہ خرچ ہوگا یا کہتے ہیں کہ ایم اے ہے پر رک جاتا۔ حالانکہ اس کا دماغ کہیں زیادہ ترقی کر سکتا تھا۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم آگے نہیں پڑھائیں گے۔ کیونکہ ان کی عیش و عشرت کی زندگی پر یہ پڑھائی اثر انداز ہوتی ہے۔

غرض ہر مخلوق، ہر چیز جو خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہے وہ اپنے کسی حکم کے پورا کرنے کے لئے ہے۔ اسی معنی میں کہا جاتا ہے کہ ہر دانے پر لکھا ہوتا ہے کہ کس کے پیٹ میں جانا ہے

ہم مسلمان احمدیوں کو

حقائق اشیاء کے علم

کے حصول کے لئے گہری فکر کی عادت ڈالنی چاہیئے یہ محض فلسفہ نہیں ہے ایک حقیقت ہے۔ پس ہر چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے کسی نہ کسی حکم کی بجا آوری کے لئے پیدا کی ہے اور اس کا جو استعمال ادائیگی حق میں نہیں ہوتا وہ غلط استعمال ہے۔ خدا کے غضب کا مورد بن جاتا ہے۔ یہ کہنے والے کہ ہمارے مزدور زیادہ شراب پیتے ہیں زیادہ سینما دیکھ سکتے ہیں۔ ایک دن میں کسی کے پاس تین تین دفعہ سینما دیکھنے کے پیسے ہوتے ہیں۔ یا وہ عیاشی اور بدمعاشی اور بداخلاقی میں اپنا پیسہ دوسروں کی نسبت زیادہ خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ ہم سنتے چلے آئے ہیں۔ اب وہی قومیں تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہیں۔ انہیں نظر آ رہا ہے کہ وہ تباہ ہو گئے ہیں اور ہمارے جو چھوٹے بچے ہیں (خدا کرے بڑوں کو بھی اتنی زندگی عطا ہو) انہیں یہ نظارہ نظر آ جائے گا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں جو ساری دنیا کو اپنا غلام بنانے لگی تھیں۔ اسلام نے کہا کہ غلام صرف ایک کا بننا ہے کسی غیر کی غلامی نہیں ہے اسلام کا اقتصادی نظام غیر کی غلامی سے چھڑوانے والا ہے اور

خدائے واحد و یگانہ کی غلامی

جو نہایت اچھی غلامی ہے اور خوشی کی غلامی ہے اور مسرتوں اور خوشیوں سے لبریز غلامی ہے اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس غلامی کی زندگی، اس اطاعت کی زندگی میں باندھ دیا ہے۔ اگر وہ سمجھے اور عقل سے کام لے۔ غرض اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد ان چار صفات پر ہے۔ اور سارا اقتصادی نظام اس پر چل رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے صرف اسلام ہی نے فرد اور خاندان اور قوم کی ضرورت کی تعیین اور تعریف کی ہے اور اس کو محدود کیا ہے اور اس سے زائد کے جو مطالبے ہیں اسلام ان کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ ایک شخص جس کو میٹرک تک پڑھنے کا ذہن دیا ہے اگر

صحیح اسلامی حکومت

ہو تو اگرچہ وہ امیر گھرانہ ہی میں کیوں نہ پیدا ہوا ہو اسے میٹرک کے بعد گیارھویں میں داخلہ نہ ملے گا۔ اس کا دماغ ہی نہیں ہے۔ یہ نظام سارے کا سارا منصوبہ بندی پر قائم ہے۔ اس کے بغیر چل نہیں سکتا۔ اور بڑا تفصیلی جائزہ لینا پڑے گا۔ پہلے تو اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات پیدا کر دئے تھے کہ اپنی طاقت اور حالات کے مطابق جائزہ لے لیتے تھے وہ کافی تھا

اب دنیا کے حالات بدل گئے

جب بھی یہ اقتصادی نظام قائم ہوا اس کی بنیاد بہت زیادہ .... پر ہوگی تب ساری ضرورتوں کی تعیین ہوگی۔ ہر بچے کے ٹسٹ ہوں گے کہ کہاں تک اس کا دماغ ترقی کر سکتا ہے اور کون کن .... پر یہ چل سکتا ہے۔ پھر ان .... پر ان کو چلایا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کا یہ قانون چل رہا ہے کہ ایک چنگا بھلا انسان ۴۰-۵۰ سال کی عمر میں بعض دفعہ وفات پا جاتا ہے بعض بچے صحتمند ہوتے ہوئے بھی چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں یہ اس کا اور قانون چل رہا ہے۔ غرض اس قسم کے بھی ذہین بچے ہوں گے جو اپنی

ذہانت کو کمال تک

پہنچا سکیں گے۔ لیکن وہ بچہ جس کو اللہ تعالےٰ زندگی دے گا اس کو اسلام کا اقتصادی نظام اللہ تعالےٰ کے فضل سے توفیق بھی دے گا کہ وہ اپنی ذہنی قوتوں کو اجاگر کرتا چلا جائے۔ اور ان کی نشوونما اس کے کمال تک پہنچ جائے۔ اور اسلام نے ہر شخص اور ہر خاندان کی ضرورت کی تعریف یہ کی ہے کہ میں رب العالمین ہونے کی حیثیت میں جو قوتیں اور استعدادیں پیدا کرتا ہوں ساتھ ان کے سامان بھی پیدا کرتا ہوں۔ اس واسطے ہر فرد اور ہر خاندان اور ہر قوم کی قوتوں اور استعدادوں کو انتہائی کمال تک نشوونما کے ادوار میں سے گزارتے ہوئے پہنچانے والی ضرورت وہ ضرورت ہے جو ہر فرد کی ضرورت اور ہر خاندان کی ضرورت اور ہر بڑے کی ضرورت ہے اور

اس ضرورت کے مطابق

اس سے سلوک کرنا ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے میں جب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے مال دیا تھا رحمانیت کے بڑے حسین جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ کو چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال ہوتا تھا۔ حالانکہ ابھی ان کا عمل تو شروع نہیں ہوا تھا۔ نہ اسلام کے حق میں ان کی قربانیاں تھیں۔ پھر

مالک ہونے کا جلوہ

کہ قربانی باپ نے دی اور آگے صلہ بچوں کو مل گیا۔ یہ مالک ہی کر سکتا ہے نا! یعنی اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہی کر سکتا ہے نا! خدا کی امانت تھی۔ وہی حقیقی مالک ہے اور اس نے کہا کہ میں یہ اصول وضع کرتا ہوں تم اس کے مطابق خرچ کیا کرو۔ اس میں غیر بھی شامل ہے اور تمہارے نفس کا بھی حق ہے۔ اس سے کم اگر کوئی تمہیں دینا چاہے تو ظالم ہے جیسا کہ روس میں کمیونزم نے امیروں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا۔ یہ اتنا ہی ظلم ہے جتنا غریب کو اس کے حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔ ان دو ظلموں میں کوئی فرق نہیں جو ایک امیر کا حق ہے بحیثیت انسان کے، بحیثیت رب العالمین کی ایک مخلوق کے، بحیثیت ان

قوتوں اور استعدادوں

کے جو رب العالمین نے اسے دی ہیں اس کا جو حق ہے وہ اسے ملنا چاہیئے۔ چاہے کوئی امیر گھرانے میں پیدا ہو اور چاہے غریب گھرانے میں پیدا ہو۔ لیکن کوئی "ازم" تو غریب کی پروا نہیں کرتا، کوئی "ازم" امیر کی پروا نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر ازم اللہ تعالےٰ کی عطا کے ایک حصے کو ٹھکراتا اور

کفرانِ نعمت

کرتا ہے۔ لیکن اسلام کا اقتصادی نظام اللہ تعالےٰ کی ہر عطا سے صحیح فائدہ اٹھاتا اور شکرانِ نعمت کرنے والا ہے۔ خدا کرے کہ

ہم اس کے شکرگزار بندے بنیں

آمین

درخواستہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ بیمار ہو کر کٹک میڈیکل کالج میں زیر علاج ہے بیماری کی کمزوری بھی ہے اور زچگی بھی قریب ہے صحت و سلامتی سے فراغت کے لئے دعا کریں شیخ محمد سعید کٹک

۲۔ میرا بیٹا عزیزم منور احمد عرصہ سے بیمار تھا اب سردی زکام بخار کی شکایت ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام سے عزیز کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار امتہ الحی بنت شیخ طاہرالدین صاحب مرحوم کیرنگ۔ اڑیسہ

۳۔ خاکسار نے بی اے پارٹ اول کا اور میرے بھائی بدرالحسن صاحب نے بی اے فائینل کا امتحان دیا ہے دونوں کی کامیابی کیلئے دعا کریں خاکسار مشتاق احمد چودھری حسن بہار

مولوی محمد علی صاحب امیر فریق لاہور کی تفسیر و لٹریچر کی حقیقت

اور ان کی ناکامی کی بعض وجوہات

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

مولوی محمد علی صاحب سابق امیر فریق لاہور کا ارشاد ہے کہ جو حقائق و معارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملے تھے وہ حضور کے دل سے ان کے دل کی طرف منتقل ہو گئے اور ان کی [illegible] انہوں نے اپنی تفسیر بیان القرآن شائع کی ہے جو بے نظیر ہے اور اس نے بڑا انقلاب پیدا کیا ہے اور حقیقتاً وہی تفسیر حضور کے منشاء کے مطابق ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسے دنیا میں پھیلایا جائے

ہم اس جگہ ان کی تفسیر کے متعلق ان کی دو باتوں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ آیا وہ حضور کے منشاء کے مطابق ہے یا نہیں دوسرے اس میں وہ تاثیر موجود ہے جو حضور کی طرف منسوب ہونے والی تفسیر میں ہونی چاہیئے۔ سو اس بارہ میں عرض ہے کہ ان کی تفسیر حضور کی منشاء کے مطابق نہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت اقدس کے دعاوی مسیح موعود اور آپ کے مشن کی خصوصیات کا ذکر حسب منشاء نہیں کیا گیا اور "احمدیت" کی بجائے "سید احمدیت" یعنی سرسید احمد خان صاحب کی نیچریت بھری پڑی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں "صدق جدید" کے ایڈیٹر مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا تبصرہ اس حقیقت پر سے بخوبی پردہ اٹھا رہا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کی تفسیر میں (ماحصل)

"احمدیت زیادہ نہیں سید احمدیت اچھی خاصی موجود ہے"

اسی طرح مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی ان کی تفسیر "بیان القرآن" کے متعلق لکھتے ہیں:-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ذہن نے سرسید کے لٹریچر اور ان کی تفسیر قرآن کے اسلوب اور ان کے فکر کو پورے طور پر جذب کر لیا تھا"

(قادیانیت صفحہ ۲۰۳)

انہوں نے اس کی کئی مثالیں ان کی تفسیر سے اپنی کتاب "قادیانیت" میں پیش کی ہیں جس سے ان کی تفسیر کی حقیقت عیاں ہے۔ وہ کسی طرح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔

جب صورت حال یہ ہے تو اس سے جناب مولوی محمد علی صاحب کے دعوے کی حقیقت ظاہر ہے۔ دراصل انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کو جو حضور نے اپنی تحریرات میں بیان فرمائی ہے۔ اور جس کے متعلق مولوی صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ معارف و حقائق و مطالب عالیہ بجائے کتب کے حضور کے دل ہی سے مولوی صاحب کے دل کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ بگاڑ کر رکھ دیا ہے اور حضور کی منشاء کے خلاف بہت سی من گھڑت باتیں اور نیچریت کے نقطۂ نگاہ اس میں بھر دئے ہیں جن کو احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ وہ ننگ احمدیت ہیں۔

علاوہ ازیں جب کہ مولوی صاحب نے حضور کی جماعت، مرکز اور خاندان، اور خصوصیات احمدیت سے قطع تعلق کر کے ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کر لی ہے تو ان کے دعوے کی حقیقت اسی سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں مولوی صاحب کی زبانی دعویٰ کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی [illegible] ناواقفوں کے سامنے ایسے دعوے چل سکتے ہیں۔ مگر جو ان کے حالات سے واقف ہیں وہ ان کی ان چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آ سکتے۔

بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے حقائق و معارف بیان کئے ہیں تو بھی ان کی طرف سے پیش کردہ باتیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

"حق اور کشش یہ دو چیزیں ہی ہوتی ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام لے کر آتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں موجود نہ ہوں انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فائدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں اور دنیا میں موجود ہیں کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور موثر ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں؟ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہے اور دل اس سے آشنا نہیں۔ اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے ان کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے جس اوپرے دل سے کہتا ہے اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے"

حضور فرماتے ہیں:-

"حقیقی جذبہ کا ذریعہ"

"سچی کشش۔ حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے بلکہ اس پر عمل کر کے اس کے چمکتے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو۔ جب تک انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے نہیں رکھتا اور سچے ایمان کے اثر یعنی اعمال۔ نہیں دکھاتا وہ ہرگز ہرگز موثر اور مفید نہیں ہوتے وہ باتیں صرف بدبودار ہونٹوں سے نکلتی ہیں جو دوسروں کے کان تک پہنچتی ہیں اور بھی بدبودار ہو جاتی ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ ظالم و سفاک حق کا پیول بھی خون کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے برکات اور درخشاں ثمرات ان کے ساتھ نہیں ہوتے اس لئے سننے والے محض خیالی اور فرضی باتیں سمجھ کر ان کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور یوں دوسروں کو محروم کر دیتے ہیں۔ غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی اصلاح اور بہتری کا مدعی ہے جب تک اپنے ساتھ حق اور کشش نہ رکھتا ہو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔"

(از زندہ نبی اور زندہ مذہب صفحہ ۵)

پس اگر مولوی محمد علی صاحب نے حضور علیہ السلام کے حقائق ہی بیان کئے ہوں تو بھی وہ اس قابل نہیں کہ وہ کوئی انقلاب پیدا کر سکیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ جناب مولوی صاحب موصوف کا عملی نمونہ اور تاثیر و جذب و کشش موجود نہیں یہی وجہ ہے کہ خلافت کے مقابلہ میں اپنی مزعومہ تفسیر کے ذریعہ سے وہ کوئی انقلاب پیدا کر کے نہ دکھلا سکے اور نہ ان کے [illegible] کو وہ وسعت و ترقی حاصل ہو سکی جو خلافت سے وابستہ جماعت کو حاصل ہوئی اور جس کا اعتراف جناب مولوی صاحب موصوف نے کھلے لفظوں میں کیا ہے

علاوہ ازیں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کار نے یوسف ثانی یعنی جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر متواتر طرح طرح کے گندے اور فحش الزامات و اتہامات لگا کر اپنی زبانوں اور قلموں کو ایسا بنا لیا ہے کہ وہ تفسیر جیسی اعلیٰ چیز کے بیان کے قابل نہیں۔ اس لئے ان سے جو کچھ بھی برآمد ہوتا ہے وہ قابل قبول نہیں ہے۔ خواہ وہ تفسیر القرآن اور اس کے علوم و معارف و حقائق کے نام سے ہی نکلتا ہو۔

پس یہ ہے جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کار کے لٹریچر اور ان کی تفسیر بیان القرآن کی حقیقت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد سے ظاہر ہے۔ جبکہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کے [illegible] بیان فرمودہ حقائق کی صریح تردید بھی کی ہے۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] کے ماموں زاد بھائی عزیزم محمد [illegible] بی ایس سی کا امتحان [illegible] کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اس خوشی [illegible] پانچ روپیہ [illegible] درخواست دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] و سلامتی والی [illegible] عطا فرمائے اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] سے نوازے

(۲) مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کا بچہ [illegible] بیمار ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو صحت عطا فرمائی [illegible] ایک سال [illegible] دوست [illegible] عزیز [illegible] کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے

[illegible]

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

برائے سال ۱۳۴۷-۴۹ ہجری شمسی مطابق ۱۹۶۸-۷۰ء

تیماپور

صدر مکرم مولوی محمد مبارک احمد صاحب
سیکرٹری مال و تربیت محمد عبد اللہ صاحب
" تبلیغ و تعلیم " عبد العزیز صاحب استاد

مانکا گوڈا

صدر مکرم مرزا شبیر علی بیگ صاحب
سیکرٹری مال " منور علی خاں صاحب
امام الصلوٰۃ " عبد الرشید صاحب

نکر گچھ

صدر مکرم محمد حفیظ الدین صاحب
سیکرٹری مال " محمد فضل الکریم صاحب
" تعلیم " " "
سیکرٹری تبلیغ و تربیت مکرم بدیع الدین صاحب

چائیباسہ

صدر و سیکرٹری مال مکرم پروفیسر عزیز احمد صاحب

بڈھانوں

صدر و امام الصلوٰۃ مکرم میاں یوسف محمد صاحب
سیکرٹری مال " غلام نبی صاحب
نائب " " طالب حسین قمر صاحب
سیکرٹری تبلیغ و تربیت تعلیم مکرم خواجہ فضل حسین صاحب
" امور عامہ مکرم محمد عبد اللہ صاحب شاکر

چک امبرچھ

صدر مکرم راجہ سبز احمد خاں صاحب
نائب صدر " رحمت اللہ صاحب لون
سیکرٹری مال " محمود احمد صاحب
" تعلیم " صادق احمد صاحب
" تبلیغ و تربیت " ماسٹر عبد القیوم صاحب
" امور عامہ " رحمت اللہ خاں صاحب
نائب " " الطاف احمد صاحب
محصل " عبد القیوم صاحب

سونگڑہ

امیر مکرم سید محمد احمد صاحب
نائب امیر " مولوی سید غلام احمد صاحب
سیکرٹری مال " سید شہاب الدین صاحب
" امور عامہ و آڈیٹر مکرم مولوی ذوالفقار علی صاحب
" تبلیغ مکرم میر عبد الحمید صاحب
" تعلیم و دین " مولوی سید محمد احمد صاحب
" ضیافت " سید شہاب الدین صاحب
" وصایا " یوسف علی خاں صاحب
" تحریک جدید و وقف جدید مکرم شیخ مبارک علی صاحب

ناظر اعلیٰ
صدر انجمن احمدیہ قادیان

بہشتی مقبرہ قادیان کی تزئین و آرائش

کے لئے

مخیر احباب سے تعاون کی درخواست

بہشتی مقبرہ قادیان کے مقدس مقامات میں سے ایک ہے۔ جیسا کہ احباب کرام کو علم ہے کہ چند سالوں سے بہشتی مقبرہ کے اندر آموں کا باغ لگوانے کے علاوہ اس کی تزئین و آرائش کا کام بھی ہو رہا ہے اور سارے ایریا میں پھلواری بھی لگائی گئی ہے تعلیمی (؟) آموں کے باغ کے لئے تو صدر انجمن احمدیہ کا منظور کردہ بجٹ موجود ہوتا ہے لیکن اب تک آرائش کا جس قدر کام ہوا ہے وہ جماعت کے مخیر احباب کے تعاون سے ہوا ہے۔ بعض مخلص احباب نے تو اس کام کے لئے ہزاروں روپیہ سے تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک بہت سا کام ہو چکا ہے لیکن ابھی بہت سا کام باقی ہے جس کے لئے احباب کے مخلصانہ مالی تعاون کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن دوستوں کو اپنے فضلوں سے نوازا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ اس مقدس مقام کی تزئین و آرائش کے لئے مالی تعاون کر کے ممنون فرمادیں تاکہ جو کام رکے ہوئے ہیں ان کی تکمیل جلد کروائی جا سکے۔

مہربانی فرما کر اپنے عطیات مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال کرتے ہوئے وضاحت فرمائیں کہ یہ بہشتی مقبرہ کی آرائش کے لئے ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ اخاء ۱۳۴۸ ہش (اکتوبر ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائیگی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے

مینیجر بدر

نمبر خریداری	اسمائے خریداران	نمبر خریداری	اسمائے خریداران
۱۰۳۳	مکرم ایس جی ابراہیم صاحب	۱۵۱۷	مکرم عبد الحفیظ صاحب
۱۰۴۴	" میر احمد دین صاحب	۱۵۲۸	" پروفیسر شرف الدین صاحب
۱۰۶۶	" سی مبارک احمد صاحب	۱۵۲۷	" خواجہ محمد احمد صاحب
۱۰۸۹	" ایم کے یوسف حسین صاحب	۱۵۱۹	" محمد مظہر احمد صاحب پال
۱۰۴۴	مکرمہ محمودہ خاتون صاحبہ	۱۵۶۲	" احمد عبد العزیز صاحب
۱۱۵۳	مکرم فضل الرحمٰن صاحب	۱۵۹۶	" مسلم عیسیٰ مسیح مگدی
۱۲۰۴	" غلام محمد صاحب	۱۶۰۸	" ایس۔ زیڈ۔ ایم احمد صاحب
۱۲۲۴	" محمد قاسم صاحب	۱۶۹۶	" صلاح الدین صاحب فاضل
[illegible]	" عبد الغفار صاحب	۱۷۱۱	" قریشی محمد ناصر صاحب
[illegible]	" سید فضل الرحمٰن صاحب	۱۶۰۵	" شمس الدین صاحب
[illegible]	" سید محمد سلیمان صاحب	۱۸۴۸	" محمد عارف صاحب
۱۳۰۴	" چودھری محمد ابراہیم صاحب	۱۸۶۶	" سید محمود الحسن صاحب
۱۳۱۷	مکرمہ پرنسپل صاحبہ جامعہ نصرت	۱۸۸۴	" نیض احمد صاحب شحنہ
۱۳۲۱	مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب	۱۸۸۵	" سیٹھ محمد اسماعیل صاحب غوری
۱۳۲۵	" سید نصرت عالم صاحب	۱۸۸۷	" محمد نعمت اللہ صاحب غوری
۱۳۲۸	" شیخ محمد احسن صاحب	۱۸۸۸	" محمد علی صاحب گڈے
۱۳۲۹	منصور ویلوبگ ورکس	۱۸۹۰	" محمد عبد الرؤف صاحب
۱۳۸۱	" غلام احمد صاحب عبید	۱۸۹۴	" منشی غلام محی الدین صاحب
۱۴۱۷	" عبد السلام صاحب	۱۹۱۷	" خواجہ عبد العزیز صاحب ڈار
۱۴۵۳	" علی محی الدین صاحب	۱۹۵۵	" محی الدین صاحب غوری
۱۵۰۷	" شیخ آدم صاحب		

ایک غیر احمدی خاتون کی درخواست دعا

ایک غیر احمدی خاتون محترمہ فاطمہ صاحبہ اپنے خط میں تحریر کرتی ہیں:-

"میں ایک بہت گنہگار عورت ہوں۔ ہمیشہ گناہ کئے ہیں بلکہ گناہ عظیم کئے ہیں۔ اب میں اپنے گناہوں پر پچھتاتی ہوں۔ پتہ نہیں میرے گناہ معاف ہوں گے کہ نہیں۔ اب میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں۔ جملہ احباب و بزرگان و درویشان قادیان کی خدمت میں عاجزانہ و دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ میرے گناہ عظیم کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ میں غیر احمدی ہوں لیکن میں احمدیت کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ دعا کریں کہ میں پکی احمدی ہو جاؤں۔ میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ گناہوں میں میرا رواں رواں سنا ہوا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دیتی ہوں کہ میرے گناہوں کو معاف کروانے کے لئے آپ لوگ دعائیں کریں۔ اخبار بدر کے ذریعہ اطلاع بھجوا دیجئے گا۔ کیونکہ بدر میں ایک احمدی سے لے کر پڑھتی ہوں۔ اطلاع ملنے پر اخبار بدر کے لئے ۵ روپیہ اور درویشوں کی خدمت میں ۱۵ روپیہ پیش کروں گی۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ ہو سکے گا بھیجوں گی۔ خدا کے واسطے دعائیں کروا دیجئے تاکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی نیک بندی بن جاؤں۔ شکریہ۔ دعائے مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ بدقسمت فاطمہ

درخواست دعا: مکرمہ سیدہ ذکیہ پروین صاحبہ موضع کوڈ اڑیسہ اپنے بھائی سید فرید الدین کرشید احمد شاہ جو بعارضہ نامعلوم بیمار رہ کر کمزور ہو گیا ہے کیلئے صحت کاملہ عاجلہ کی اور اپنے بڑے بھائی جانی سید برہان الدین احمد صاحب .... [illegible]

جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت اور تحریک جدید

بقیہ صفحہ اوّل

لائبیریا۔ مشرقی افریقہ۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ ملیشیا۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان۔ مصر۔ مسقط۔ ماریشس۔ سیلون۔ برما۔ عدن۔ جزائر فیجی۔

اِن کے علاوہ جنوبی افریقہ اور فلپائن، میں بھی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور مختلف ممالک میں جماعت کے زیرِ اہتمام ۴۸ سکول چل رہے ہیں۔

مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر

مشنوں کے قیام کے ساتھ ساتھ ان ممالک میں اللہ تعالےٰ کے گھروں کی تعمیر کا کام بھی شروع ہوا۔ اور اب تک چار صد کے قریب مساجد جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تعمیر ہو چکی ہیں۔

مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ پریس وغیرہ کے ذریعہ سے مختلف علوم دُنیا کے ہر علاقے میں پھیل رہے ہیں۔ اور بعض کوتاہ اندیش علماء قرآن کریم کے ترجمہ کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اس کلام الٰہی کا ترجمہ مندرجہ ذیل زبانوں میں ہو چکا ہے۔ بعض تراجم شائع ہو چکے ہیں اور بعض زیرِ اشاعت ہیں:۔

انگریزی۔ ڈچ۔ جرمن۔ سواحیلی۔ ہندی۔ گورمکھی۔ ملایائی۔ انڈونیشین فینٹی۔ روسی۔ فرانسیسی۔ پرتگیزی۔ اطالوی۔ ہسپانوی۔

جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت

المختصر ۱۹۳۴ء میں معاندینِ احمدیت اپنے وسائل و اسباب اور تعداد کے بل بوتے پر جس سلسلہ اور جماعت کو دُنیا سے مٹانا چاہتے تھے خدائے حافظ و ناصر نے تحریک جدید کی برکت سے اِس سلسلہ کی نہ صرف حفاظت فرمائی بلکہ مخالفینِ احمدیت کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملاتے ہوئے جماعت کو اتنی ترقی و سرفرازی عطا فرمائی اور عطا فرما رہا ہے کہ اس جماعت کو اب ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ اور اس کی شاخیں اکنافِ عالم میں پھیل چکی ہیں۔ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو اب ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ احرار اس سلسلہ کو ہندوستان میں تباہ کرنا چاہتے تھے مگر خدا تعالےٰ نے دو تین سال میں ہی اُن کے قدموں تلے سے زمین کو نکال دیا۔ اور جماعت احمدیہ کو مٹانے والے خود مٹ گئے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہوئے دُنیا کے مختلف ممالک۔ جزائر اور براعظموں میں اس کی شاخوں کو پھیلا دیا۔ یہ خدائی فیصلہ جماعتِ احمدیہ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔ اور اب ہم بڑے فخر سے (جو ہر لحاظ سے جائز اور واقعہ کے عین مطابق ہے۔) کہتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ پر آج دُنیا میں سُورج غروب نہیں ہوتا۔

جماعت کے مخالفین کے پاس صرف ایک تخریبی حربہ ہے اور صرف کُفر سازی کی مشین گن۔ جس سے وہ کفر کے فتوے جاری کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں مگر جماعتِ احمدیہ کو اِس امر پر ناز ہے کہ اس کے پاس ایک تعمیری کام ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا کام ایک نظام کے مطابق جو نتیجہ خیز اور ترقی افزا ہے اور غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کر رہا ہے جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی کامیابی کا اعتراف و اقرار اب مخالفینِ احمدیت بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالےٰ کا فضل اور تحریکِ جدید کی برکت ہے جس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے خود فرمایا تھا کہ:۔

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی۔ اور میں نے اُسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

تحریکِ جدید میں شمولیت کی اہمیت

پس تحریک جدید جو ایک الٰہی تحریک ہے اور جس کی افادیت اظہر من الشمس ہے اور جس کے خوشکن نتائج ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اب اس بابرکت تحریک میں حصہ لینا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری اور باعثِ سعادت و برکت ہے۔ اس تحریک میں شمولیت کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ:۔

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دُنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا..... میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئیگا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(خطبہ جمعہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب افرادِ جماعت کو اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور دینی و دنیوی برکتوں اور نعمتوں سے متمتع ہوں۔ اللّٰہم آمین۔

منقولات

یہ بے جا اسراف

"ایک شادی میں فرش پر دس دس روپیہ کے نوٹ بچھائے گئے اور طوائف کے ناچ کے بعد دیگر صدہا روپیوں کے ساتھ یہ نوٹ بھی طوائفوں کے حوالے کر دیئے گئے۔

ایک اور شادی میں سامعین کے صدہا روپیوں کے علاوہ دولہا کو کئی سو روپیہ کے نوٹوں کا جو ہار پہنایا گیا تھا اُسے طوائف کو دے دیا گیا علاوہ ازیں ہزاروں روپیہ کھانوں پر خرچ کیا گیا اور کئی کئی روز تک کھانوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ یہ دونوں خبریں ایک سے زیادہ مرتبہ ... سلمان جوہر ... کے بارے میں موصول ہوئی ہیں ـــ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس علاقہ میں شادیاں ہوئیں وہ مسلم مذہبی و تبلیغی جماعتوں کا مرکز ہے پھر بھی غیر اسلامی باتیں اِس علاقہ میں دیکھنے میں آئیں۔ اس پر ہم اظہارِ افسوس ہی کر سکتے ہیں۔ شاید جماعتوں کو آج کل آپس ہی میں لڑنے سے فرصت نہیں وہ قوم کی خدمت کیا کریں گی۔ کسی قوم یا نسل پر جب تباہی آتی ہے وہ اسی قسم کی غیر اسلامی باتوں میں ملوّث ہو جاتی ہے۔ جو کام کرنے کے ہیں افسوس دولت مند وہ نہیں کرتے۔ تعمیر و ترقی کے کاموں کے لئے جن میں سکولوں، مدرسوں اور کالجوں کا اجراء شامل ہے ان کی جیبیں خالی نظر آئیں گی لیکن بے جا اسراف کے لئے اُن کے سرمایہ کی تھیلیاں کھل جائیں گی ـــ انہیں معلوم ہونا چاہیئے بے جا اسراف کرنے والوں کو قرآنِ پاک نے شیطان کا بھائی کہا ہے ـــ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے پناہ میں رکھے۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۵ ۸/۶۹)

فِلموں میں فحاشی

"آج کل کھوسلہ کمیٹی کی رپورٹ زیرِ بحث ہے۔ اس کمیٹی میں فلموں میں بوس و کنار اور عریانیت کی اجازت دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ غالباً کمیٹی پر اس قسم کی سفارش کرنے کے لئے فلمی پروڈیوسروں کی طرف سے زور دیا گیا ہوگا کیونکہ تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ جس فلم میں جتنی زیادہ فحاشی ہوگی وہ اتنی ہی زیادہ کامیاب ہوگی۔ مغرب کے پروڈیوسر اس قسم کی فحاشی کے ذریعہ دُنیا سے روپیہ بٹور رہے ہیں۔ ہندوستان والوں کے منہ میں بھی اسی طرح دولت کمانے کے لئے پانی بھر رہا ہے۔

ابھی حکومت نے یہ سفارش منظور نہیں کی ہے لیکن اگر منظور کر لی گئی تو اس کے بہت دُور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ اس قسم کی فحاشی کی مخالفت اس ملک کے ہر طبقہ اور فرقہ کے لوگوں نے کی ہے۔ خود فلمی دُنیا کے ممتاز ایکٹروں اور ایکٹرسوں نے اس فحاشی کو ناپسند کیا ہے اور اسے ہندوستانی تہذیب اور اس ملک کی اخلاقی قدروں کے خلاف بتایا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مغربی ممالک نے جو زبردست ترقی کی ہے اس معاملہ میں تو ہم اُن سے ابھی تک پیچھے ہیں لیکن فحاشی کے معاملہ میں ان کی تقلید کرنا بلکہ اُن سے بھی آگے نکل جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومتِ ہند کسی حالت میں بوس و کنار اور عریانیت کی سفارش کو منظور نہ کرے گی اور پورے ملک کے جذبات و احساسات کو سامنے رکھ کر کوئی فیصلہ کرے گی ـــ اگر آج پردۂ فلم پر بوس و کنار اور عریانیت کی اجازت دے دی گئی تو کل سڑکوں پر اس قسم کے مناظر دیکھنے میں آئیں گے ـــ اور اس کا تصور کر کے ہی آج ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۳۰ ۸/۶۹)

مالی وفد برائے جنوبی ہند کیلئے

ایک ضروری اعلان

جیسا کہ اخبار بدر اور بذریعہ سرکلر نظارت ہذا کی طرف سے مالی وفد کے دَورہ کا اعلان کیا گیا ہے ۔ یہ وفد انشاء اللہ ۱۵ر اکتوبر کو حیدرآباد سے روانہ ہوگا ۔ اس وفد کے امیر محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعتِ احمدیہ حیدرآباد ہوں گے ۔ یہ اپنے پروگرام کی اطلاع ساتھ ساتھ حسبِ حالات ہر جماعت کو دیتے رہیں گے ۔ اسی لئے تفصیلی پروگرام شائع نہیں کیا گیا ۔

درویشوں کی خدمت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تازہ پیغام بھجوایا جاچکا ہے ۔ یہ وفد علاوہ لازمی چندہ جات کے اس پیغام کی روشنی میں درویش فنڈ کے لئے خاص طور پر کوشش کرے گا ۔ لہٰذا دوست اس وفد کے ساتھ پورا پورا تعاون کرکے ممنون فرمائیں ۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ضرورت انسپکٹر تحریکِ جدید و محرّر دفتر تحریکِ جدید

دفتر وکیل المال تحریکِ جدید قادیان میں ایک اسامی انسپکٹر تحریکِ جدید اور ایک اسامی کلرک دفتر تحریکِ جدید کے لئے مستقل طور پر ضرورت ہے مرکزِ سلسلہ میں رہائش کے خواہش مند احباب جو کم از کم مولوی فاضل یا میٹرک پاس ہوں وہ اپنی درخواستیں امیر جماعت مقامی یا پریذیڈنٹ جماعت کی سفارش و تصدیق کے بعد جلد از جلد دفتر وکیل المال تحریکِ جدید قادیان میں بھجوا دیں ۔ ایسے احباب کو خدمتِ سلسلہ کے ساتھ ساتھ مقدس مرکز میں قیام کی سعادت نصیب ہوگی ۔ اور ابتداء میں سروس کمیشن کا امتحان پاس کرلینے تک مبلغ -/۷۵ روپے ماہوار مشاہرہ ملے گا ۔ اور سروس کمیشن کا امتحان پاس کر لینے پر اُن آسامیوں کا باقاعدہ گریڈ ۹۰-۴-۱۳۰-۵-۱۶۰-۶-۲۲۰ شروع ہوجائے گا ۔ امید ہے کہ مرکزِ سلسلہ میں خدمتِ دین کی تڑپ رکھنے والے مولوی فاضل یا میٹرک پاس احباب جلد از جلد اپنی درخواستیں دفتر وکیل المال تحریکِ جدید قادیان میں بھجوا دیں گے ۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

دَورہ مکرم انسپکٹر صاحب تحریکِ جدید

مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریکِ جدید آندھرا ۔ کیرالہ ۔ مدراس ۔ مہاراشٹر اور میسور کی ریاستوں میں دَورہ کے لئے روانہ ہوچکے ہیں ۔ وہ ہر جماعت کو براہ راست اپنے پروگرام سے مطلع کرتے رہیں گے ۔ امید ہے کہ عہدیداران و احباب اُن کے ذیل کے فرائض میں تعاون کرکے ممنون فرمائیں گے ۔

(۱) ۔ بابت چندہ تحریکِ جدید کی وصولی اور مرکز کو روانگی کی پڑتال ۔

(۲) ۔ سیکرٹریانِ مال کے ذریعہ وصولی اور انہی کے ذریعہ مرکز کو رقوم بھجوانا ۔

(۳) ۔ افرادِ جماعت کو انکے چندہ اور چندہ میں شمولیت اور اضافہ کی تحریک ۔

(۴) ۔ دفتر دوم کا مجوزہ کتابچہ کے لئے حسابات تیار کرنا اور بقایا داروں کو توجہ دلانا ۔

(۵) ۔ حسبِ فیصلہ شوریٰ ایسے احباب کی بہ ذکر آمد فہرست تیار کرنا جو اس چندہ میں شامل نہیں ۔

(۶) ۔ جماعتی نظام کے ذریعہ اس چندہ کے تعلق میں مجالس انصار اللہ ۔ خدام الاحمدیہ اور لجنات کو اُن کی ذمہ داریوں کے بارہ میں توجہ دلانا ۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

دَورہ مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جماعت ہائے احمدیہ مدراس ۔ کیرالہ ۔ آندھرا ۔ میسور اور مہاراشٹر

مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید مدراس ۔ کیرالہ ۔ آندھرا ۔ میسور اور مہاراشٹر کی جماعتوں میں وقفِ جدید کے چندوں کی وصولی اور وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے ۱۵ر تبوک (ستمبر) کو مدراس سے دَورہ شروع کر رہے ہیں ۔ جملہ عہدیداران و مبلغین کرام اور احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے دَورہ کو کامیاب بنانے میں اپنا پورا تعاون پیش کرکے عنداللہ ماجور ہوں ۔

(انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

ترسیلِ زر اور دیگر انتظامی امور کے متعلق مینیجر بدر کو تحریر فرمائیں البتہ مضامین کے بارے میں ایڈیٹر سے رابطہ قائم کیجئے ۔ (ایڈیٹر)

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں ۔

کوالٹی اعلیٰ ۔۔۔۔۔۔ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "Autocentre" آٹو سنٹر } فون نمبرز { 23—1652 / 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع ۔ پولیس ۔ ریلوے ۔ فائر سروسز ۔ ہیوی انجینئرنگ ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز ۔ ڈیریز ۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں !

گلوب ربڑ انڈسٹریز

— آفس و فیکٹری : ۱۰ ۔ پرشو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ ۔ فون نمبر 24 — 3272

— شو روم : ۔ ۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ ۔ فون نمبر ۵۰۴۱ — 34

★ ۔ تار کا پتہ : گلوب ایکسپورٹ ۔ ★

"آسمانی تحفہ" کا اڑیہ ترجمہ

مکرم سید محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ سورو اُڑیسہ ٹیچر آر ۔ ایم ۔ ای سکول ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور اڑیسہ اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے ٹریکٹ "آسمانی تحفہ" کا اڑیہ زبان میں ترجمہ شائع کرادیا ہے ۔ دس پیسے فی کاپی اور دس روپے فی ہزار کے حساب سے یہ ٹریکٹ اُن سے دستیاب ہوسکتا ہے ۔ اڑیسہ کی جماعتوں کو یہ ٹریکٹ خرید کر تبلیغی میدان میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان